مشرف متبرکی کی زیارت کرکے خیرات بہت کی پھر جانب آگرہ تشریف ارزانی فرمائی اور شہزادہ محمد ہمایون کو بدخشان سے طلب کیا اور شہزادہ محمد ہمایون اپنے بھائی ہندال میرزا کو بدخشان کی حکومت پر چھوڑکر اپنے والد ماجد کی ملازمت مین روانہ ہوا اُسوقت سلطان سعید حاکم کاشغر نے فرصت دیکھکر بدخشان کی تسخیر پر ہمت باندھی اور میرزا حیدر دوغلات کو منقلا مین روانہ کرکے طے مسافت مین مشغول ہوا اور ہندال میرزا قلعہ مین حصاری ہوا اور سلطان سعید اُسکے محاصرہ مین مشغول ہوا جب کام پیش نگیا اور بدخشانیون نے کہ اُسے طلب کیا تھا اُنسے یاری ندیکھی آتش نہیب وغارت اُس ملک مین مشتعل کرکے پلٹ آیا لیکن خبر اُسکے مراجعت کی ابھی آگرہ مین نہ پہونچی تھی کہ فردوس مکانی نے بدخشان کی امارت میرزا سلیمان ولد میرزا جان کو دی و سلطان سعید کو تحریر کیا کہ ایسا امر جو مخالفت جانبین کا باعث ہو دے معلوم نہین ہی اور حقوق سابقہ اور لاحقہ بہت ہین اگر ملاحظہ خاطر ہندال میرزا نہین کرتے ہین سلیمان میرزا کو کہ نسبت اُسکی فرزندی کی ساتھ ہمارے اور تمھارے ظاہر ہی مین نے بدخشان مین روانہ کیا ہی یقین کہ رعایت اور جانب داری اُسکی فرماوینگے القصہ جب سلیمان میرزا مقام مقصد مین پہونچا اور سلطان سعید کو ندیکھا دوسری متصدی امارت بدخشان ہوا اور میرزا ہندال ہند مین آیا اور اُس تاریخ سے ابتک بدخشان میرزا سلیمان کی اولاد کے تصرف مین ہی اور حالات اُنکے وقائع کے تقریبات مین تحریر ہونگے اور فردوس مکانی ماہ رجب ۹۳۶ نوسو چھتیس ہجری مین مرض الموت مین مبتلا ہوکر بحضور ہوئے اور مرض ہر روز بڑھتا جاتا تھا اور معالجہ خلاف مدعا نتیجہ دیتا تھا یہانتک کہ حیات سے مایوس ہوکر شہزادہ محمد ہمایون کو کہ قلعہ کالنجر کی تسخیر کے واسطے تعین کیا تھا طلب کرکے اپنا قائم مقام کیا اور روز دوشنبہ کے دن جمادی الاول کی پانچوین تاریخ ۹۳۷ نوسو سینتیس ہجری مین اس دار فنا سے رخت حیات باندھکر داعی حق کو لبیک اجابت کہا بموجب وصیت میت آنحضرت کے کابل مین لیجاکر قدم رسول مین مدفون کی مادہ آنحضرت کی تاریخ وفات کا بہشت روزی باد ہی شہزادہ محمد ہمایون بارہ برس کے سن مین سریر سلطنت پر جلوہ گر ہوا اور اڑتیس برس بادشاہی کی اور سخاوت اور مروت مین مرتبہ کمال رکھتا تھا اور اُسکے ملازمون نے مکرر بیوفائی کرکے اُس سے جدا ہوکر اُسکی جان کے خواہان ہوئے لیکن پھر جب آخر غلبہ پایا مقام انتقام مین نجاکر انھین مورد انعام و احسان فرمایا اور علم فقہ حنفی مین مجتہد تھا اور نماز اُس سے فوت نہوتی تھی اور ہر جمعہ کے روز روزہ رکھتا تھا اور علم موسیقی اور شعر و انشا اور املا مین وحید عصر تھا وقائع اپنے ایام سلطنت کے زبان ترکی مین اسطرح سے تحریر فرمائے کہ فصحا قبول کرتے ہین جیسا کہ خانخانان ولد بیرم خان نے اکبر شاہ کے عہد مین اُسے فارسی مین ترجمہ کیا اور وہ نوشتہ درمیان خلائق کے متداول ہی اور شکل و شمائل مرغوب ساتھ خوش کلامی اور خندان روئی کے جمع رکھتا تھا اور یہ بیت طبع زاد اُسکی ہی **بیت** باز آ کہ ای ہماے کہ بے طوطی لبت ٭ نزدیک شد کہ زاغ برد استخوان من ٭ اور ادراک اُسکا اس مرتبہ تھا کہ شیخ زین صدر ایک وقت جو ملازمت مین پہونچا شہزادہ نے اُس سے پوچھا کہ عمر تیری کس قدر ہی شیخ نے کہا بیش ازین ہفت سال چہل سالہ بودم و چہل ازین بدو سال چہل داشتم واکنون نیز چہل دارم شہزادہ نے فی الفور شیخ کا مقصود دریافت کرکے تحسین بلیغ فرمائی اور عدالت اُسکی اس مرتبہ تھی کہ ایک وقت قافلہ خطا کا اندجان کے پہاڑون مین پہونچا اور برق اور صاعقہ گرنے سے دو شخص کے سوا تمام اہل قافلہ ہلاک ہوئے اور بادشاہ نے اس حال سے مطلع ہوکر ایک جماعت کو حکم دیکر تمام مال واسباب قافلہ والون کا فراہم کروایا اور ہر چند کوئی وارث حاضر نتھا اور احتیاج بدرجہ اعلیٰ رکھتا تھا آدمی اطراف وجوانب مین بھیجکر ورثہ کو طلب کیا اور دو برس کے بعد جب وے حاضر ہوئے تمام اسباب بلا تامل اُنکے سپرد کیا اور باوجود اُسکے آنحضرت کی مدت عمر لشکر کشی اور جنگ و تردد مین گذری لیکن سر رشتہ عیش وعشرت کا ہاتھ سے نہ دیا اور ہمیشہ بزم نشاط آراستہ کرکے جوانان خورشید عذار مہ جبین کیا مرد کیا عورت سے محشور ہوتا تھا

اور کابل کے باہر واسنہ مین ایک مرغزار کہ مثل بہشت برین کے تھا ایک حوض کو چاک سنگ مین کندہ کر کے شراب ارغوانی سے پر کرتا تھا اور مردم خوش طبع اور صاحب ادراک کے ہمراہ بزم نشاط برپا کر کے داد انبساط دیتا تھا اور یہ بیت اپنے اس حوض کو شمال کے کنارے کندہ کروائی تھی **بیت** نوروز و نوبہار و مے و دلبری خوش ست ٭ بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست ٭ اور طناب پیمائش جو سفر اور شکار مین پیچھے سے زمین کو ناپ لیجاتی تھی ہندوستان مین مخترعات اُس شہنشاہ بے نظیر سے ہے سو طناب کی ایک طناب بنائی تھی اور ہر ایک طناب چالیس گز اور ہر گز نو مٹھی مستوی الخلقۃ اور یہ گز سکندری کہ پیشتر ہند مین مروج تھا متروک ہوا گز بابری نے اوائل عہد نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ تک تمام قلمرو ہندوستان مین رواج بہم پہونچایا اور جب بادشاہی معظم بلاد ہندوستان کی امیر تیمور صاحبقران کی اولاد مین منتقل ہوئی واجب جانا کہ تھوڑا بابر شاہ کا اصل و نسب خامہ معجز طراز کے یاری نوک سے اس دفتر خجستہ اثر کے صحائف پر ثبت کر دون پوشیدہ نرہے کہ چنگیز خان بن یسوکا بہادر بن برتان کے چار فرزند نامدار تھے چنگیز خان نے اپنے حین حیات مین ہر ایک کو ممالک و مرتبہ اور ایل اور ایماق اور امرا تعین فرما کر چار الوس بہم پہونچائے اور ایک قانون زبان مغلی مین کہ اُسے تورہ کہتے ہین اُنکے درمیان چھوڑا اور اسامی پسران مزبور کے یہ ہین اوکتائی قاآن چغتائی خان جوجی خان تولی خان اور اوکتائی قاآن اگرچہ خلف الصدق نہ تھا لیکن جواز روے عدالت اور مکرمت کے اپنے بھائیون پر فوقیت رکھتا تھا باپ کے حکم سے ولیعہد ہوا قراقرم اور کلوران مین کہ شہر اصلی چنگیز خان کا ہے بادشاہ ہوا اور بسبب شراب کی افراط سے سنہ ۶۳۰ چھ سو تیس ہجری مین مرگیا اور چغتائی خان کہ بحسب اعتبار دوسرا بیٹا چنگیز خان کا تھا باپ کی وصیت کے موافق اپنے چھوٹے بھائی اوکتائی قاآن کی نہایت اطاعت کرتا تھا اور اوکتائی قاآن بھی اُسکی نسبت رعایتین واجبی عمل مین لاتا تھا یہانتک کہ اپنے بیٹے کیوک کو اُسکا ملازم کیا اور چغتائی خان بحکم چنگیز خان ماوراء النہر اور ترکستان اور بلخ اور بدخشان کو اپنے قبض و تصرف مین رکھتا تھا ہیبت اور سیاست اور اطلاع امور بادشاہی اور تورہ چنگیز خانی مین سب بھائیون سے ممتاز و متمیز تھا اور قراچار نویان کہ جد پنجم امیر تیمور گورکان تھا چنگیز خان کے حکم سے امیر الامراے چغتائی خان تھا اور چونکہ وہ عیش و شکار مین نہایت مشغول اور مشغوف اور اکثر اوقات اسمین مصروف رہتا تھا اسواسطے امیر قراچار نویان تدبیر مہمات سلطنت مین قیام کرتا تھا اور مصالح امور ملک کا الوس چغتائی بروجہ احسن کفایت فرماتا اور دوسرا جوجی خان جو بڑا بیٹا چنگیز خان کا تھا بادشاہ کے حکم سے دشت قپچاق اور خوارزم اور خزر اور بلغار اور سقسین اور آلان اور آش اور روس اور حدود شمالی اُسکے سپرد تھی اور درمیان اُسکے اور اوکتائی قاآن اور چغتائی خان کے باوجود اُسکے کہ ایک مان سے تھے دشمنی تھی اور طعن اُسکے نسب مین کرتے تھے اور مان ان تینون کی بورتہ قوجین دختر بادشاہ سمرتھی اور جوجی خان چنگیز خان کی فوت کے چھ مہینے کے بعد اوائل شہور سنہ ۶۲۴ چھ سو چوبیس ہجری مین فوت ہوا اور اوزبک خان بادشاہ ہفتم دشت قپچاق کہ جوجی خان کی نسل سے تھا سلطان عادل اور مسلمان نیک خصلت تھا اور تمام اوزبک اُس سے منسوب ہین اور اسلام دشت قپچاق مین اُسنے آشکارا کیا اور دوسرا تولی خان چھوٹا بیٹا باپ کے نزدیک سب سے بڑا اور محبوب تر تھا اور سب بھائیون سے مقام صداقت مین تھا اور اوکتائی قاآن زمانہ یورش خطا سنہ ۶۲۸ چھ سو اٹھائیس ہجری مین مرا اور ایک بیٹا اسکا کہ قبلا قاآن بن تولی خان تھا شاہ خطا ہوا اور شہر خان بالیغ بنا کر کے ایک شہر عظیم دریاے زیتون سے کہ از بناے ہندہی چالیس روزہ راہ طے کر کے اُس شہر کے درمیان جاری کی اور دوسرا بیٹا ہلاکو خان تھا اپنے بھائی منکو قاآن کے حکم کے موافق ضبط ایران مین متوجہ ہوا اور جو حقیقت چنگیز خانیہ کی یہانتک ظاہر اور روشن ہوئی اب جاننا چاہیے کہ نسبت امیر تیمور گورکان کی قراچار نویان کیطرف اس طور پر ہے امیر تیمور بن امیر طراغانی بن امیر برکل بن امیر ایلنگیز بہادر بن انجل نویان بن قراچار نویان اور نسبت

قراچار ساتھ الالقوا کے یون ہی قراچار بن سوغو نیچی بن ایرانجی برلاس بن ایرونی برلاس بن قاجولی بہادر بن تومنائی خان بن بایسنقر بن قیدو خان بن توشین بن یوقائی بن بوزنجر بن الالقوا والالقو بہرام چوبینہ کی دختر سے تھا اور بہرام چوبینہ دختر ملدوز خان سے تھا قوم برلاس سے اور نسبت چنگیز خان جیسا کہ کتب مین مذکور ہے بوزنجر کے ساتھ پہونچتی ہی اور امیر تیمور کے چار فرزند تھے ایک میرزا جہانگیر کہ وہ باپ کی عین حیات سمرقند مین فوت ہوا اور دوسرا امیرزا شاہرخ حاکم ہرات تیسرا میرزا عمر شیخ حاکم اندجان چوتھا میرزا امیران شاہ حاکم تخت ہلاکو خان اسواسطے صاحبقران کے بعد چار شعبہ ہوئے مدت ہاسے مدید چار ون بھائیون ذریات مقام مین بجاے خود نوبت پادشاہی بجائی جیسا کہ حالت تحریر اس نامہ کے شعبہ چہارم مین کہ میران شاہیہ مین دولت و سلطنت باقی ہی اور ہندوستان اور کابل اور غزنین اور قندھار اور غور اور بامیان مین فرمان روا رہے

ذکر جلوس نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کا اول مرتبہ تخت سلطنت سواد اعظم ہندوستان مین اور بیان اخبار اُس بادشاہ جم جاہ اور جانا شاہ ایران کے پاس بسبب غلبہ شیر شاہ افغان کے

یہ بادشاہ لطف طبع اور حسن خلق سے موصوف اور عیش و نشاط مین مشغوف تھا اور علم ریاضی اور نجوم سے بہرہ تمام رکھتا تھا جیسا کہ کرۂ ارض کو مع طبقات عناصر اور افلاک مجسم کیا اور الوان مناسب سے رنگ کرکے ہر ایک فلک مین کواکب اُسکے ثبت کئے اور اسی طرح سے ہفت مجلس ترتیب دی مجلس اول مین کہ ساتھ قمر کے منسوب ہی مثل ایلچیان و مسافران اور شاطران کے رہتے تھے اور مجلس دوم مین کہ ساتھ عطارد کے نسبت رکھتی ہی بوڑھے اور مثل اُنکے بسر لیجاتے تھے اور باقی کو اوپر اسکے قیاس کرنا چاہیے اور اہل ہر ایک مجالس سبعہ سے جامہ اس رنگ سے کہ ساتھ اُس مجلس کے نسبت رکھتا تھا پہنتے تھے اور وہ حضرت ہر ایک روز کو روز ہاے ہفتہ سے ایک ان مجالس سے بسر لیجاتے تھے اور اسم شریف اُسکا اس کتاب مین اکثر جنت آشیانی ادا ہوگا القصہ جب سکہ اور خطبہ نے بنام نامی اور القاب گرامی آنحضرت کے زینت پکڑا اُسکے بھائی کامران میرزا نے طمع مملکت پنجاب کرکے بہانہ پرسش اور مبارکباد کے ہند کیطرف روانہ ہوا جنت آشیانی مکارم اخلاق سے اغماض عین کرکے مقام سانگانیر مین ہوے اور پنجاب اور پشاور اور لمغان کو کابل اور قندھار اور بامیان مین اضافہ کرکے فرمان اقطاع اور ضبط اُس حدود کا کامران میرزا کے واسطے بھیجا اور میرزا ہندال کو ولایت میوات عنایت کی اور ولایت سنبھل میرزا عسکری کو ارزانی رکھی اور ۹۳۸ھ نوسو اڑتیس ہجری مین قلعہ کالنجر کی عزیمت کے واسطے لشکر کھینچکر محاصرہ کیا لیکن اُس مدت مین جب محمود خان ولد سکندر لودھی مین افغان کے اتفاق سے جونپور پر متصرف ہوا تھا اور آتش فتنہ مشتعل کی تھی ناچار راے کالنجر سے پیشکش لیکر بتعجیل تمام جونپور کیطرف گیا اور افغانوں کو جنگ شدید کے بعد منہزم کیا اور بدستور سابق اُس طرف کی حکومت سلطان جنید برلاس کے تفویض فرماکر آگرہ کیطرف مراجعت کی اور ایک جشن عظیم ترتیب دیکر بروایت نظام الدین احمد بخشی بارہ ہزار آدمی کو ساتھ انعام اور خلعت کے سرفرازی بخشی ازانجملہ دو ہزار آدمی نے ساتھ بالاپوش تکمہ مرصع کے اختصاص پایا اور بعد فراغ جشن وطوے ایلچی شیر خان کے پاس بھیجکر قلعہ چنار کا خواہان ہوا اور جب اُسنے انکار کیا اُسطرف متوجہ ہوئے اس سبب سے کہ ان دنون مین سلطان بہادر شاہ گجراتی سر اٹھاکر مصدر آشوب ہوا تھا ہر آئینہ بادشاہ قلعہ چنار کو ساتھ شیر خان کے مقرر رکھا اور صلح کو درمیان مین لاکر مراجعت فرمائی اور ابتک وہ آگرہ مین نہ پہونچا تھا کہ قطب خان ولد شیر خان کہ باپ کی طرف سے ملازم رکاب سعادت انتساب ہوا تھا چنار کی طرف بھاگا اور محمد زمان میرزا نبیرۂ سلطان حسین میرزا نے ساتھ اس قرار کے داعیہ کیا کہ جنت آشیانی کی

آفتاب

باتفاق امراے چغتائی درمیان سے اُٹھا کر خود متصدی امرا پادشاہی ہند ہووے اور آنحضرت نے اس معنی سے اطلاع پائی ایک مرتبہ گناہ اُسکا بخشا اور کلام مجید کی قسم دیکر کچھ نہ کہا آخرکار جو فتنہ و فساد کہ باپ سے میراث رکھتا تھا ضبط اپنا نکر کے پھر دوبارہ مخالفت ہوا اس مرتبہ اُسکو قید کیا اور یادگار میرزا کے سپرد کیا تو اُسی قلعہ بیانہ مین محبوس کرے اور محمد سلطان دختر زادہ سلطان حسین میرزا اور نخوت سلطان کو کہ امراے کبار اور سلاطین روزگار مغل سے تھے اور ساتھ محمد زمان میرزا کے اتفاق رکھتے تھے حکم فرمایا کہ دونوں کی آنکھوں مین میل کھینچین اور جو شخص کہ مرتکب اس امر کا تھا نخوت سلطان کو کور کرکے محمد سلطان کے بارہ مین اُسنے اغماض کیا اور اُسکی آنکھ کی تیلی مین ضرر اور صدمہ نہ پہونچایا اور محمد زمان میرزا یادگار بیگ نوکرون سے سازش کرکے اُس قلعہ سے گجرات کی طرف بھاگا اور محمد سلطان کہ کورون کے مانند گھر مین تھا وہ بھی ایک جماعت کو اپنا یار کرکے باتفاق اپنے فرزندون مسمیان مانع میرزا اور شاہ میرزا کے قنوج کیطرف مفرور ہوا اور کچھ اُس نواح سے اپنے تصرف مین لاکر پانچ چھ ہزار مرد مغل و افغان اور راجپوت سے فراہم کئے اور جنت آشیانی نے چندکس بہادر شاہ کے پاس بھیجکر محمد زمان میرزا کو طلب کیا اور بعد اُسکے کہ وہ از رہے تکبر اور تجبر حرفہاے ناخوش زبان پر لایا تادیب اُسکی وجہہ ہمت کرکے جو پایے وقت ہوا مقارن اس حال کے بہادر شاہ عازم تسخیر قلعہ چتور ہوا اور وہان کے حاکم نے راجہ بکرماجیت کے پاس پناہ لاکر استعانت کی آنحضرت نے دارالملک دہلی سے بقصد گوشمال بہادر شاہ اور رانا کی اعانت کے واسطے نہضت فرمائی اُسکے بعد کہ نواح گوالیار مین پہونچے باقتضاے وقت دو مہینے توقف کیا اور آخر آگرہ کی طرف بازگشت فرمائی اور رانا نے سعادت سے مایوس ہوکر تاج مرصع اور پیشکش وافر بہادر شاہ گجراتی کو دیکر قلعہ کو قید محاصرہ سے مستخلص کیا بہادر شاہ نے اُس یورش اور فتح سے نہایت مغرور ہوکر محمد زمان میرزا کو نہایت بزرگ کیا اور اسی طرح سے از روے تدبیر علاء الدین ولد بادشاہ بہلول لودھی کو کہ اُسکے پاس تھا تقویت کرکے تسخیر دہلی کی فکر مین ہوا اور تاتارخان ولد علاء الدین کو سپہ سالار کرکے مع چالیس ہزار سوار افغان آنحضرت کے اطراف ولایت پر تعین کیا اور اُسنے تھوڑے عرصہ مین قلعہ بیانہ سے نواح آگرہ تک جولانگاہ مراکب خانان کیا اور بادشاہ نے میرزا ہندال کو مع ایک جماعت امراے مغل تاتارخان کے دفع کے واسطے حکم صادر فرمایا اور اکثر سپاہ مخالف سپاہ مغل کی خبر توجہ سے ہراسان ہوکر متفرق ہوئی اور تاتارخان نے جو مقر اور ملاذ نہ رکھتا تھا ناچار دس ہزار آدمی سے مقابلہ اور مقاتلہ میرزا ہندال کا اختیار کیا اور مغلوب ہوکر مع تین سو آدمی رُوساے معتبر افغان سے قتل ہوا اور میرزا ہندال نے قلعہ بیانہ کو مسخر کیا اور مظفر اور منصور ہوکر معاودت فرمائی اور بہادر شاہ گجراتی سنہ ۹۴۰ نو سو چالیس ہجری مین تسخیر چتور کا عازم ہوا اور لشکر جرار اُسطرف لیگیا اور جنت آشیانی نے احتیاطاً دہلی مین دریاے جون کے کنارے ایک قلعہ نہایت مضبوط احداث کیا اور نام اُسکا دین پناہ رکھا اور بعد تیاری کے مردم معتبر کے سپرد فرمایا پھر سارنگپور کیطرف کہ مالک محروسہ شاہ گجرات تھا روانہ ہوا اور یہ دو بیت موزون کرکے اُسکے پاس بھیجین **قطعہ** اے کہ ہستی غنیم شہر چتور + کافران راچہ طور میگیری + بادشاہی رسید بر سرتو + تو نشستہ چتور میگیری + اور بہادر شاہ نے بھی ملاحظہ اور نرمی نکرکے یہ جواب تحریر کیا **قطعہ** من کہ ہستم غنیم شہر چتور + کافرانرا بجور میگیرم + ہر کہ بلند حمایت چتور + تو ببین کش چہ طور میگیرم + کہتے ہین بہادر شاہ نے جواب نامہ صواب بھیجنے کے بعد اپنے مقربون سے مشورہ کیا اکثر نے یہ جواب دیا کہ جنت آشیانی شاہ عظیم الشان ہی اول اُسکی مہم سے مفرغ ہونا چاہیے اُسکے بعد قلعہ کی تسخیر مین مشغول ہونا لازم ہی اور بعضے بولے کہ ہمایون شاہ شرع کا پابند ہی حمایت کفار کی بدنامی اندیشہ کرکے ہمارے سر پر نہ آویگا بہتر یہی ہی کہ ہم قلعہ کفار کو جو بہ نیت تسخیر مدت سے محاصرہ مین رکھتے ہین انجام کو پہونچاوین اور حصار کے فتح ہونے کے بعد دوسرے کام مین مشغول ہوون بہادر شاہ نے اس بات کو تصدیق کرکے محصورونکی تضییق مین کوشش کی اور جنت آشیانی نے

یہ حکایت سماعت کرکے سارنگ پور مین اسقدر توقف فرمایا کہ بہادر شاہ نے قلعہ مذکور کو فتح کیا اور جو اُسکے اقبال کے منھ کی کیطرف رکھتا تھا کسی وجہ سے فروتنی نہ کی شاہ دہلی سے مقام سنیزہ مین ہوا اور ۹۴۱ھ نوسو اکتالیس ہجری مین کوچ بر کوچ آنحضرت نے لشکر لیکر روانہ ہوا اور اپنے تئین مصیبت مین ڈالا اور جنت آشیانی اس طرح کی مروت حق مین اُسکے بجالایا تھا مگر اس قسم کی بے ادبی کا گمان نرکھتا تھا یہ خبر سنکر غضبناک ہوا اور اُسکے مقابلہ کے واسطے روانہ ہوا اور نواح مندسور مین لشکر فریقین کا مقابلہ ہوا بہادر شاہ نے توپخانہ بہت جمع کیا تھا رومی خان کی ہدایت سے کہ صاحب اختیار اُسکے توپخانہ کا تھا لشکر کے گرد خندق کھود کر ارابے آتشبازی کے اردو کے گرداگرد کھینچے اور اُسکی آڑ مین دو مہینے تک لشکر چغتائی کے مقابل فروکش رہا اور ہر روز آتش جنگ افروختہ کرتا تھا اور اُسکا مقصد یہ تھا کہ سپاہ مغل کو توپخانہ کی زد پر کھینچکر ضایع کرے لیکن جب فرماندہ الوس چغتائی نے یہ امر دریافت کیا امرا اور سپاہ کو حکم دیا کہ توپخانہ کی زد پر نجاوین اور پانچ چھ ہزار مغل تیر انداز جنگ دیدہ قزاق ہوکر لشکر گجرات کا اطراف وجوانب تاخت وتاراج کرین اور غلہ اور علف کی رسد بلکل روکین اس سبب سے قحط عظیم گجراتیون کے لشکر مین پڑا اور دیگر حالات اس جنگ کے مقالہ سوم مین بشمول واقعات احمد شاہ بحری درج ہونگے۔ **ذکر سلیم شاہ بن شیر شاہ افغان سور کی سلطنت کا** جس وقت کہ شیر شاہ فوت ہوا عادل خان اسکا بڑا بیٹا کہ ولیعہد تھا رنتھنبور مین اور چھوٹا فرزند اسکا جلال خان قصبہ ریون تو ابع پٹنہ مین تھا امرا نے جب دیکھا کہ عادل خان مسافت دور دراز مین ہوا۔ حاکم کا ہونا ضرور ہے سب نے ایلچی جلال خان کی طلب مین بھیجا اور جلال خان پانچ چھ دن کے بعد اردوے شاہی مین پہونچا اور عیسی خان حاجب اور دوسرے امرا کی کوشش سے ماہ ربیع الاول کی پندرھوین ۹۵۲ھ نوسو باون ہجری مین عین قلعہ کالنجر مین تخت سلطنت پر جلوس فرمایا اور ساتھ اسلام خان کے مخاطب ہوا اور خاص وعام کی زبانون پر سلیم شاہ کا مذکور رہا القصہ جب سلیم شاہ قائم مقام پدر ہوا اپنے بڑے بھائی عادل خان کو عرضداشت لکھکر اظہار کیا کہ چونکہ آپ شہر دور دراز مین رونق افزا تھے اور مین نزدیک واسطے تسکین آتش فتنہ وفساد کے آپکی تشریف آوری تک مین نے افواج کی محافظت کی اور مجھے آپ کی اطاعت اور فرمان برداری کے سوا کچھ چارہ نہین ہے اُسکے بعد کالنجر سے آگرہ کی طرف متوجہ ہوکر جب قصبہ کورہ کے نواح مین پہونچا خواص خان نے اپنی جاگیر سے آنکر ملازمت کی اور سرنو سے جشن جلوس ترتیب دیکر پھر سلیم شاہ کو امرا کے اتفاق سے سریر سلطنت پر جلوہ گر کیا اور اُسکے بعد سلیم شاہ نے دنیاداری کے بموجب ایک مکتوب اور عادل خان کے پاس بھیجکر محبت اور اخلاص ظاہر کیا اور ملاقات کا طالب ہوا اور عادل خان نے سلیم شاہ کے امرا کو کہ قطب خان نائب اور عیسی خان نیازی اور خواص خان اور جلال خان جلوانی تھے لکھی کہ تم میرے آنے مین کیا صلاح دیکھتے ہو اور سلیم شاہ کو بھی لکھا کہ جو یہ چارون شخص آنکر میری تسلی کرین اُسطرف عنان عزیمت معطوف کرتا ہون سلیم شاہ نے ان چارون امرا کو عادل خان کے پاس بھیجا اور انھون نے جاکر ساتھ عہد اور قول کے عادل خان کی تسلی کی اور اقرار کیا کہ اول ملاقات مین آپکو رخصت دلوا دینگے اور ہندوستان کے جس ملک مین جہان چاہین جاگیر لیوین عادل خان انکے ہمراہ آگرہ کی طرف متوجہ ہوا جب قصبہ سیکری مین کہ آجکل ساتھ فتحپور کے اشتہار رکھتا ہے پہونچا سلیم شاہ شکار مین مشغول تھا اپنے بھائی کی خبر آمد سنکر اُس مقام مین کہ ملاقات کے واسطے آراستہ کیا تھا استقبال کرکے ملاقات کی اور محبت برادری کے آثار طرفین سے ظاہر ہوئے فقط آپس مین بیٹھے پھر آگرہ کی طرف متوجہ ہوئے سلیم شاہ نے ایک عذر اپنے بھائی کی نسبت اندیشہ کرکے اپنے توابعین کو سمجھا دیا تھا کہ عادل خان کے ملازمین اور توابعین سے اُسکے پاس دو تین آدمی سے زیادہ نچھوڑین لیکن دروازہ مین آدمی اُسکے ممتنع نہوئے ایک جماعت کثیر

ہمراہ اسکے داخل ہوئی اور دو مہینہ کے بعد ابراہیم خان کی [illegible]
افغانان سرکش اور بے سر کو نگاہ رکھا آیندہ انھین آپ کے سپرد کرتا ہون یہ کہکر عادل خان کا ہاتھ پکڑ کر تخت پر بٹھایا اور بنہایت چاپلوسی کی عادل خان نے جو کہ عیاش اور فراغت جو تھا سلیم شاہ کی مکاری اور فریب سے آگاہ ہو کر قبول او منظور نہ کیا اور تخت سے ہٹکر سلیم شاہ کو تخت پر بٹھایا اور اول خود سلام کیا اور مبارکباد دی اُسکے بعد ہر ایک اعیان مملکت اور ارکان سلطنت نے مبارکباد کہکر لوازم نثار اور شرایط ایثار بجا لائے اور اسی مجلس مین قطب خان نائب اور عیسی خان نیازی اور خواص خان نے عرض کیا کہ قول و عہد جو ہمارے اور عادل خان کے درمیان مین آیا تھا یہ ہی کہ اول ملاقات مین عادل خان کو رخصت دیکر بیانہ اور توابع اُسکی جاگیر مین مقرر ہووے سلیم شاہ نے قبول کر کے عادل خان کو بیانہ کی طرف رخصت کیا اور عیسی خان نیازی اور خواص خان کو ہمراہ کیا اور سلیم شاہ نے دو تین مہینے کے بعد غازی محلے کو جو محرمون اور مقربون سے تھا ایک بڑی طلائی بھیجکر حکم دیا کہ عادل خان کو گرفتار کر لادے عادل خان یہ خبر سُنکر خواص خان کے پاس میوات مین گیا اور سلیم شاہ کے نقض عہدی اظہار کر کے نالان ہوا خواص خان کا دل بھر آیا اور غازی محلے کو طلب کر کے وہی بیڑی اُسکے پانون مین ڈالی اور نشان مخالفت بلند کیا اور اُن امرا کو جو سلیم شاہ کے ہمراہ تھے ہر ایک نام مکتوب مین تحریر کر کے اپنا متفق کیا اور باتفاق عادل خان لشکر جرار ہمراہ لیکر آگرہ کیطرف متوجہ ہوا اور قطب خان نائب اور عیسی خان نیازی نے جو قول و عہد مین داخل تھے سلیم شاہ سے رنجیدہ ہو کر عادل خان کو ترغیبات تحریر کر کے یہ اقرار کیا کہ کچھ رات باقی رہے عادل خان آپ کو آگرہ مین پہونچا دے تو لوگ بے حجاب و مانع سلیم سے جدا ہو کر اسکے پاس آسکین اتفاقاً عادل خان اور خواص خان جب قصبہ سیکری مین کہ بارہ کوس آگرہ سے ہی پہونچے شیخ سلیم کی ملاقات کے واسطے کہ مشایخ وقت سے تھے گئے اور جو کہ وہ شب شب برات تھی خواص خان کو نماز کے واسطے جو کہ اُس شب مین مقرر ہی توقف اور اہمال حاصل ہوا پہر دن چڑھے آگرہ کے نواح مین داخل ہوئے سلیم شاہ نے اس آمد کے طرز سے آگاہ ہو کر سراسیمہ ہو قطب خان نائب اور عیسی خان نیازی اور دیگر امرا سے کہا کہ اگر مجھ سے عادل خان کے بارہ مین بدعہدی واقع ہوئی تھی خواص خان اور عیسی خان نے کس واسطے مجھے آگاہ نہ کیا جو مین اندیشۂ فاسد سے باز آتا قطب خان نے سلیم شاہ کا اضطراب دیکھکر کہا کچھ اندیشہ نہین ہے ابھی اختیار باقی ہی اس فساد کی تسکین کا مین ضامن ہون سلیم شاہ نے قطب خان نائب اور دوسرے امرا کو کہ تفی ایکا اتفاق عادل خان سے رکھتے تھے کسی بہانہ سے جاکر حرف صلح اور صلاح درمیان مین لاوین رخصت کیا کہ عادل خان کے پاس جا دین اور ارادہ اُسکا تھا کہ اس جماعت کو اپنے پاس سے دور کر کے قلعہ چنار کی طرف خزانہ لانے کے بہانہ سے فرار کرے اور دوبارہ سامان جنگ اور افواج فراہم کر کے جنگ و محاربہ مین مشغول ہووے عیسی خان نیازی نے سلیم شاہ کو اس امر سے ممانعت کی اور کہا اگر آپ کو اور آدمیون اعتماد نہین ہی دس ہزار افغان قرملی وغیرہ ایام شہزادگی سے آپکے نوکر خاص و محل اعتماد مین ہین باوجود اس قدرت اور ملکت کے تعجب کا مقام ہی کہ آپ دولت خداداد پر بھروسا نہین فرماتے فرار کو قرار پر اختیار کرتے ہین اور امرا ہر چند کہ مخالفت باطنی رکھتے ہون غنیم کے پاس بھیجنا حزم اور احتیاط سے بعید ہی پس لایق اور سزاوار یہ ہی کہ آپ بنفس نفیس تمام لشکر پر سبقت کر کے میدان کارزار مین رونق افزا ہون اور پاے ثبات محکم فرماین کوئی شخص آپکے حضور سے دشمن کی طرف نجاویگا سلیم شاہ نے اس بات سے قوی دل ہو کر استقامت کی اور قطب خان نائب اور دوسرون کو کہ رخصت دی تھی پھر طلب کر کے فرمایا کہ مین اپنے ہاتھ سے تمھین کیونکر غنیم کے سپرد کرون شاید کہ بدی تمھارے حق مین اندیشہ کرے یہ کہکر حرب پر آمادہ ہوا اور شہر سے برآمد ہو کر میدان مین ایستادہ ہوا وہ لوگ کہ عادل خان سے ہمزبان تھے سلیم شاہ کو مقابل دیکھکر شرم سے داخل ہماداری ہوئی اور ظاہر ابعد [illegible]

جنگ واقع ہوئی تائیدات آسمانی سے سلیم شاہ [illegible] خواص خان [illegible] ہیبت خان
اور عیسیٰ خان نیازی میوات کی طرف راہی ہوئے اور عادل خان تنہا پٹنہ مین جاکر ایسا مفقود الخبر ہوا کہ کسی نے اُسکے احوال سے خبر
نپائی اور معلوم نہوا کہ اسکا مآل کیا ہوا پھر سلیم شاہ نے خواص خان اور عیسیٰ خان کے تعاقب مین لشکر تعین کیا اور فیروزپور مین آتش
جنگ افروختہ ہوئی اور سلیم شاہ کے لشکر نے شکست کھائی اُسکے بعد جب دوسرا لشکر کمک کو پہونچا خواص خان اور عیسیٰ خان تاب
مقاومت نلاسکے کوہ کمایون کی طرف بھاگے سلیم شاہ نے قطب خان نائب کو اور ایک جماعت اور اُنکے سر پر تعینات کی اور
اُسنے جاکر دامن کوہ کمایون مین قیام کیا اور ہمیشہ دامن کوہ کو تاخت و تاراج سے خراب کرتے تھے اس وقت سلیم شاہ نے خود
چنار کی طرف عزیمت کی اثنائے راہ مین جلال خان جلوانی اور اُسکے بھائی کو اُس اتفاق کے سبب کہ عادل خان سے
رکھتے تھے ماخوذ کرکے قتل کیا پھر چنار مین جاکر خزانہ برآمد کرکے گوالیار مین بھیجا اور خود بجانب آگرہ مراجعت فرمائی اور جو قطب خان
عادل خان کے بلانے اور احداث فتنہ مین دخیل تھا بسبب اُس خوف و ہراس کے کہ کوہ کمایون کے دامن سے فرار کرکے لاہور
مین ہیبت خان نیازی المخاطب اعظم ہمایون کے پاس گیا سلیم شاہ نے اعظم ہمایون پر حکم نافذ کرکے قطب خان نائب کو
طلب کیا اعظم ہمایون نے حکم کے موافق قطب خان کو سلیم شاہ کی خدمت مین روانہ کیا بادشاہ نے اُسکو مع چند محبوس دیگر کے
کہ جو چودہ نفر تھے مقید کرکے اپنے بہنوئی شہباز خان لوحانی کے پاس گوالیار مین بھیجا اور شجاعت خان حاکم مالوہ اور اعظم ہمایون کو
طلب کیا شجاعت خان نے آکر ملازمت کی اور اعظم ہمایون متعذر ہوا سلیم شاہ نے شجاعت خان کو پھر مالوہ کی طرف رخصت کیا
اور خود خزانہ لانے کے واسطے رہتاس کے سمت سوار ہوا اور سعید خان یعنی اعظم ہمایون کا بھائی کہ ہمیشہ حضور مین حاضر رہتا تھا
راہ سے فرار کرکے لاہور گیا سلیم شاہ بھی راستہ سے بازگشت کرکے آگرہ مین آیا اور لشکر کے احضار کا حکم دیکر نئی دہلی کیطرف رونق افزا
ہوا اور حکم کیا کہ گرد اگرد شہر اور اُس قلعہ کے کہ ہمایون بادشاہ نے تعمیر کیا تھا ایک حصار گچ و سنگ سے تیار کرین اور جب سلیم شاہ کی
خبر توجہ دہلی کی شجاعت خان کو پہونچی شجاعت خان اظہار اخلاص کے واسطے مع ایک جماعت مخلصان سلیم شاہ کے روبرو آیا
اور استمالت پائی اور سلیم شاہ نے چند روز دہلی مین قیام کیا اور لشکر کو آراستہ کرکے لاہور کی عزیمت کی اور اعظم ہمایون خان مع
طائفہ مخلصان باتفاق خواص خان اور لشکر پنجاب کہ سلیم شاہ کی افواج سے دوچند تھی استقبال کے واسطے دوڑکر قصبہ انبالہ
کے نواح مین پہونچا کہتے ہین جب سلیم شاہ لشکر نیازیون کے قریب گیا فوکش ہوا اور خود مقربون کے چند اشخاص سے لشکر نیازیون
کے مشاہدہ کو جاکر ایک پشتہ پر چڑھا اور جب نظر اُسکی آنپڑی اُس مقام مین ایستادہ ہوکر کہا کہ میری عزت و ناموس مین نہین سلطانی
کہ باغی کو دیکھکر صبر کرون پھر افسرون کو حکم دیا کہ صفوف جنگ آراستہ کرکے عزیمت جنگ کرو اور اُس شب کو کہ صباح اُسکے جنگ
ہوئی اعظم ہمایون اور اُسکے بھائی نے خواص خان سے حاکم کے نصب کرنے کیواسطے مشورہ کیا تھا کہ حاکم کون ہو خواص خان
نے کہا تھا کہ عادل خان کو تلاش کرکے حاکم کرنا چاہیے اور اعظم ہمایون اور اُسکے بھائی نے کہا تھا **بیت** ملک بمیراث نگیرد
کسے* تا نزند تیغ دودستی بسے* چنانچہ اس مقدمہ کے سبب اُنکے درمیان مین کدورت پیدا ہوئی جبکہ صفوف آراستہ ہوئین اور
طرفین متقابل ہوئے خواص خان بے جنگ ہزیمت کرکے فوج کے باہر نکل گیا اور نیازیون نے حتی المقدور مقابلہ اور محاربہ کیا
جو کہ نمک حرامی کا نتیجہ شامت و ندامت ہے یہ بھی بھاگ گئے اور فتح غیبی سلیم شاہ کو نصیب ہوئی **بیت** کسے راکہ دولت کند یاوری
کرا زہرہ باشد کہ با وے کند داوری* سعید خان یعنی برادر اعظم ہمایون مع دس آدمی ہمراہیون کے جو مسلح تھے اور کوئی شخص اُسے
نہین پہچانتا تھا اُسنے چاہا کہ مین مبارکباد کے بہانہ سلیم شاہ کے پاس پہونچکر اُسکا کام تمام کرون جب گیا ایک فیلبان نے

اُسے پہچانکر نیزہ مارا اور وہ فیلان جنگی کے حلقہ اور سلیم شاہ کی فوج خاص کے داہنی طرف سے برآمد ہوکر نکل گیا القصہ نیازیون نے شکست کھانے کے بعد دھنکوٹ کی طرف جو ردہ کے قریب ہی فرار کیا سلیم شاہ قلعہ رہتاس تک جسکو اُسکے والد نے تعمیر کیا تھا اُنکے تعاقب مین گیا اور خواجہ اویس شروانی کو مع لشکر قوی نیازیون کے سر پر تعین کرکے خود بدولت واقبال نے آگرہ کی طرف حرکت کی اور وہان سے گوالیار مین آگئے اُسوقت ایک دن شجاعت خان قلعہ کے اوپر سلیم شاہ کے اگاڑی جاتا تھا ایک شخص عثمان نامے کہ شجاعت خان نے اُسکا ہاتھ قطع کیا تھا سر راہ کمین کرکے فرصت وقت کا جویا تھا ایکبارگی برق کی طرح جست کی اور ایک وار شجاعت خان پر کیا شجاعت خان زخمی ہوکر اپنے مکان پر گیا اور گمان کیا کہ یہ شخص سلیم شاہ کے اغوا سے اس فعل کا مرتکب ہوا ہے یہ سوچکر گوالیار سے بھاگ کر مالوہ کی طرف گیا سلیم شاہ نے مندو تک اُسکا پیچھا کیا اور جب شجاعت خان بانسواڑہ مین آیا عیسی خان سور کو مع بیس ہزار سوار اوجین مین چھوڑکر خود مراجعت کی اور یہ معرکہ سنہ ۹۵۴ نوسو چون ہجری مین واقع ہوا تھا اور خواجہ اویس سروانی کہ اعظم ہمایون کے سر پر تعین تھا دھنکوٹ کے اطراف مین اُنسے لڑا اور شکست پائی اور اعظم ہمایون تعاقب کرکے نوشہرہ تک آیا سلیم شاہ نے یہ خبر سنکر لشکر گران ترتیب دیکر نیازیون کے دفع کے واسطے بھیجا اعظم ہمایون پھر پلٹ کر دھنکوٹ مین گیا جب سلیم شاہ کا لشکر موضع سنبلہ کے قریب پہونچا نیازیون نے محاربہ کیا اور شکست فاحش کھائی اور اعظم ہمایون کی مان اور زن فرزند اسیر ہوئے چنانچہ اسیرون کو سلیم شاہ کی خدمت مین روانہ کیا اور تمام نیازی گکھرون کے پاس پناہ لیگئے اور پہاڑون پر کہ کشمیر کے متصل ہین در آئے سلیم شاہ مع لشکر گران نیازیون کی آتش فساد کی تسکین کے واسطے سوار ہوکر پنجاب کی طرف متوجہ ہوا اور دو برس تک گکھران سے محاربہ اور مجادلہ رہا اور آندنون مین ایک شخص نے تنگ راستہ مین کہ اُسوقت سلیم شاہ کوہ مانکدٹ پر چڑھتا تھا شمشیر برہنہ کرکے اُسکے قتل کا قصد کیا سلیم شاہ کمال چستی اور چالاکی سے اُسپر غالب آیا اور آن واحد مین اُسکا کام تمام کیا اور وہ تلوار پہچانی جوکہ خود اقبال خان کو بخشی تھی اور جب گکھران مغلوب ہوئے اور اُن مین قوت باقی نرہی اعظم ہمایون کشمیر مین آیا حاکم کشمیر سلیم شاہ کے ملاحظہ سے نیازیون کا سدراہ ہوا نیازیون نے بھی صف جنگ آراستہ کی آخر کو اعظم ہمایون اور سعید خان تیغ کے گھاٹ اترے حاکم کشمیر نے اُنکے سر کاٹکر سلیم شاہ کے پاس بھیجے او سلیم شاہ نے نیازیون کی مہم سے فراغ حاصل کرکے مراجعت کی اُسوقت میرزا کامران جنت آشیانی سے بھاگ کر سلیم شاہ کے پاس پناہ لایا اور سلیم شاہ نے از روے نخوت وتکبر پیش آنکر نالایق سلوک کیا اس سبب سے میرزا کامران سلیم شاہ کے روبرو سے مفرور ہوا اور کوہ سوالک مین دم لیا اور وہان سے ولایت گکھران مین گیا اور سلیم شاہ نے دہلی مین جاکر چند روز قیام کیا اور اُسوقت خبر آئی کہ ہمایون بادشاہ آب نیلاب کے کنارے پہونچا کہتے ہین کہ اُسوقت سلیم شاہ اپنے گلے مین جونکین لگاکر خون نکلواتا تھا اُسیوقت سوار ہوکر روانہ ہوا اور ادل روز تین کوس پر جاکر مقام کیا اور جوکہ توپخانہ آراستہ ہمراہ رکھتا تھا اور اُس عرصہ مین بیل ارابہ کے رکنون مین گئے تھے اور وہ چلنے مین جلدی کرتا تھا فرمایا کہ پیادے بجائے گاو ارابہ کھینچین پھر ہر ایک توپ کو ہزار دو ہزار پیادے کھینچنے لگے اور وہ بسرعت تمام لاہور کی طرف متوجہ ہوئے اور جوکہ ہمایون بادشاہ نے بیشتر مراجعت کی تھی وہ اپنے موقع پر مذکور ہوگا سلیم شاہ نے بھی لاہور سے معاودت کرکے قلعہ لاہور مین قیام کیا اتفاقاً ایک روز انترے کے نواح مین شکار کرتا تھا ایک جماعت مفسدون کی بعض آدمیون کے اغوا سے اُسکے سدراہ ہوکر مقام غدر مین ایستادہ ہوئی اور بحسب اتفاق سلیم شاہ نے دوسرے راستہ سے مراجعت کی اور وہ جماعت بیکار او معطل رہی اور جب یہ حقیقت سلیم شاہ کے گوش زد ہوئی بہار الدین او محمود کہ فتنہ کے بانی تھے اُنھین قتل کرکے گوالیار مین قرار پکڑا اور ہر شخص کو اپنے امرا سے کہ جسکو ساتھ قوت

اور غلبہ کے گمان لیجاتا تھا گرفتار کرکے قید کرتا تھا اور گردن مارتا تھا یہانتک خواص خان کہ شجاعت مین رستم زمان اور سخاوت
مین حاتم دوران تھا اُس سے متوہم ہوکر کوہ بکوہ اور صحرا بصحرا پھرتا تھا اور سرگردانی سے بتنگ آکر ۹۵۹ نوسو انسٹھ ہجری مین
امان کے واسطے تاج خان کرانی کے پاس کہ اُسکے ایک امراے معتبرین سے تھا اور سنبھل مین قیام رکھتا تھا آیا اور تاج خان نے
سلیم شاہ کے حکم کے موافق نقض عہد کرکے تیغ غدر سے اُسکو قتل کیا اور اُسکے آدمیون نے تابوت اُسکا دہلی مین لیجاکر پیوند زمین کیا
اور اہل ہند اُسے جملہ اہل اللہ سے شمار کرتے تھے اور اُسکو خواص خان ولی کہتے تھے چنانچہ اُسکا قتل مبارک نہوا تھوڑے عرصہ
مین یعنی ابتداے ۹۶۰ نوسو ساٹھ ہجری مین سلیم شاہ کی مقعد مین ایک دانہ دنبل کا برآمد ہوا اور درد کی شدت سے خون جاری
ہوا اور مرگیا مدت اُسکے سلطنت کی نو برس تھی نیلاب سے بنگالہ تک شیرشاہ کے محلون کے درمیان مین ایک محل سرا اور آباد کرکے ہر
ایک سرا مین طعام پختہ اور خام بطریق شیرشاہ مسافرون اور محتاجون اور توانگرون کے واسطے مقرر کیا تھا اور اُسی سال محمود شاہ گجراتی
اور برہان نظام الملک بحری نے بھی وفات پائی اور یہ مولف نے تاریخ اس واقعہ کے زوال خسروان پایا اور قضایاے غریب سے
کہ سلیم شاہ کے زمانے مین واقع ہوئین واقعہ شیخ علائی ہی اور تفصیل اُسکی بسبیل اجمال یہ ہی کہ اُنکے باپ کا نام حسن تھا اور بخلاف
شیخ سلیم قصبہ بیانہ مین سجادہ شیخی پر ارشاد یعنی ہدایت طالبون کو کرتے تھے جب رخت ہستی عالم بقا کی طرف کھینچا شیخ علائی کہ
اولاد ارشد آنحضرت کے تھے اور فضیلت و دانش مین امتیاز تمام رکھتے تھے اپنے والد ماجد کے قائم مقام ہوئے اور طالبان
حق کی ہدایت مین مشغول ہوئے اتفاقاً شیخ عبداللہ افغان نیازی کہ شیخ سلیم چشتی کے مریدان نامی سے تھے سفر مکہ معظمہ سے معاودت
فرما ہوئے اور روش مہدویہ کہ عقیدہ فاسد سید محمد جونپوری مین موعود ہوا اختیار کرکے بیانہ مین رحل اقامت ڈالی اور
جب شیخ علائی کو وضع اُسکی خوش آئی اُسکی صحبت کے فریفتہ ہوئے اور آبا و اجداد کا طریقہ ترک کرکے خلایق کی بروش
مہدویہ دعوت کرنے لگے اور برسم اُس طائفہ کے شہر کے باہر شیخ عبداللہ افغان نیازی کے ہمسایہ مین توطن کیا
اور ساتھ ایک ایک جماعت کثیر احباب اپنے سے کہ ساتھ اُنکے متفق ہوکر گرویدہ ہوتے تھے بطریق توکل اور تجرد بسر لیجاتے
تھے اور ہر روز نماز کے وقت تفسیر قرآن مجید کی اس قسم سے بیان کرتے تھے کہ جو شخص اُس مجلس مین حاضر ہوتا تھا ایک ان دو
کام سے کرتا تھا یا اصلاً اور قطعاً اپنے کام کے واسطے نجاتا تھا اور ترک اہل و عیال کرکے دائرہ مہدویہ مین داخل ہوتا تھا یا کہ
بمعاصی اور مناہی سے تائب ہوکر ساتھ سید جونپوری کے گرویدہ ہوتا تھا اسکے بعد اگر کشت اور زراعت یا تجارت کرتا تھا
وہ ایک حصہ راہ خداے تعالی مین صرف کرتا تھا اور بہت شخص ایسے ہوئے کہ باپ نے بیٹے سے اور بھائی نے بھائی سے اور زن
نے شوہر سے مفارقت قبول کرکے راہ فقر و قناعت اختیار کی اور نذر اور فتوح جو کہ اُنکے پاس آتے تھے چھوٹے اور بڑے
علی السویہ شریک تھے اور اگر کچھ بہم نہ پہونچتا تھا دو تین روز فاقہ مین بسر کرتے تھے اور اظہار نکرتے تھے اور ہا بانفاس مین وقات
معروف رکھتے تھے اور اکثر اوقات شمشیر اور ہتھیار ہر وقت اپنے ہمراہ رکھتے تھے اور کسی کو شہر اور بازار اور ہر مقام مین نامشروع دیکھتے تھے اول ساتھ
رفق اور مدارا کے منع کرتے تھے اور آخرش اگر پیش نجاتا تھا قہراً اور جبراً اُس نامشروع کو تغیر دیتے تھے اور حکام شہر سے جو شخص کہ
اُنکے موافق تھا امداد مین اُسکے کوشش کرتے تھے اور جو کہ منکر تھا قدرت منع اور اُنکے مقاومت مین نرکھتا تھا اور جب شیخ
عبداللہ افغان نیازی نے دیکھا کہ یہ ماجرا ساتھ خاص و عام کے بڑا ہی اور فساد عنقریب برپا ہوا چاہتا ہی شیخ علائی کو سفر حجاز
کی دلالت کی اور شیخ علائی ساتھ اُسی وضع اور حالت کے مع تین سو ستر خانوادہ مردم کے سفر حجاز کی طرف متوجہ ہوئے
اور جب خواص پور مین کہ جودھپور کے حدود مین واقع ہی پہونچے خواص خان مشہور اُنکے استقبال کو آیا اور اُنکے معتقدان سے

سلک مین منسلک ہوا لیکن تھوڑے عرصہ مین فساد مذہب مہدویہ کا دل مین لا کر اُسنے منحرف ہوا اور شیخ علائی اس معنی کو سمجھکر ساتھ اِس بہانہ کے کہ امر معروف ونہی منکر مین براجی اطاعت نہین کرتے ہین اظہار رنجش خواص خان سے کہکے خواص پور سے برآمد ہوا اور سفر حجاز کی عزیمت فسخ کرکے بیانہ کیطرف پلٹ گیا اور اُن دنون مین سلیم شاہ آگرہ مین تخت سلطنت پر تمکن ہوا سلیم شاہ کے طلب کے موافق آگرہ مین گیا اور اُسکی مجلس مین حاضر ہو کر بادشاہون کے رسوم اور آداب کا بتقید نہ لا سلام مشروع سلیم شاہ پر کیا اور سلیم شاہ نے ایکبار علیک السلام کہا اور یہ بات اُسکے مقربون پر شوار ہوئی ملا عبد اللہ سلطانپوری المخاطب مخدوم الملک نے بمقام انکار شیخ علائی مین ہو کر فتوے اُسکی قتل کا دیا اور سلیم شاہ نے میرزا رفیع الدین محدث اور ملا جلال بھیم دانشمند اور ملا ابو الفتح تھانیسری اور دیگر علماے وقت کو حاضر کرکے تشخیص اُس قضیہ کی حوالہ اُنکے کی اور سلیم شاہ کے حضور مجلس بحث منعقد ہوئی شیخ علائی کسی پر غالب نہوتا تھا بلکہ مغلوب ہو کر جواب سے عاجز آتا تھا اور کلام مجید کی تفسیر رجوع کرکے اسطرح سے آیات کے معانی بیان کرتا تھا کہ سلیم شاہ کے دل مین اثر پذیر اور ذہن نشین ہوتے تھے اور اُس سے کہتا تھا ای شیخ اس دعوی باطل مہدویہ سے باز آ تو تجھے اپنے تمام قلمرو پر محتسب کرون اور ابتک میرے بغیر اذن تو امر معروف کرتا رہا اب میرے حکم سے کرتا رہ اور جب شیخ علائی نے یہ بات قبول نکی سلیم شاہ نے باوجود فتواے ملا عبد اللہ سلطانپوری کے حکم قتل صادر نہ کیا قصبہ ہندیہ کیطرف کہ سرحد دکن ہی اخراج فرمایا اور بہار خان حاکم اُس مقام کا کہ سلیم شاہ کے امراے عمدہ سے تھا مع تمام لشکر اپنے ساتھ کے اُس سے گرویدہ ہو کر اُسکے دائرہ اعتقاد و اخلاص مین در آیا اور مخدوم الملک نے اس بات کو مع وجوہ قبیح سلیم شاہ کے ذہن نشین کیا اور شیخ علائی کو اُس سرحد سے طلب کیا اور اس مرتبہ پھر سلیم شاہ علما کو حاضر کرکے بیشتر سے بیشتر اس قضیہ کے تشخیص مین مقید ہوا پھر ملا عبد اللہ سلطانپوری نے سلیم شاہ سے کہا کہ یہ شخص خود مہدویت کا دعوی کرتا ہی اور حضرت امام مہدی آخر الزمان بادشاہ تمام روے زمین کے ہونگے اسواسطے تمام لشکر تیرا ساتھ اُسکے گرویدہ ہوا ہی جیسا کہ عزیز تیرے بھی پوشیدہ اُسکے مذہب مین داخل ہوئے ہین اور محتمل بلکہ یقین کیا گیا ہی کہ نقصان تیرے ملک و دربار شاہی مین ظاہر ہووے سلیم شاہ کسی وجوہ سے ملا عبد اللہ کا قول نہ سنتا تھا اور پھر شیخ علائی کو بہار مین شیخ بڑھ طبیب کے پاس کہ مرد دانشمند تھا اور شیرشاہ اُسکا معتقد ہو کر کفش اُسکے پانون کی سیدھی کرتا تھا بھیجا تو اُسکے فتوے کے موافق عمل کرے اور سلیم شاہ خود پنجاب کیطرف متوجہ ہو کر قلعہ مانکوٹ کی تعمیر مین مشغول ہوا جب شیخ علائی بہار مین پہونچا شیخ بڑھ نے موافق فتوے ملا عبد اللہ سلطانپوری المخاطب بمخدوم الملک کے فتوے لکھکر سلیم شاہ کے ایلچیون کو دیا اس درمیان مین شیخ کو مرض طاعون کہ اُسوقت مین شائع تھا عارض ہوا اور حلق مین اُسکے ایک زخم پڑا کہ ایک انگشت کی مقدار فتیلہ یعنی بتی جاتی تھی اور رنج سفر بھی اُسپر مستزاد ہوا جب شیخ کو سلیم شاہ کے روبرو لائے قوت گفتار نرکھتا تھا سلیم شاہ نے آہستہ اُسکے کان مین کہا کہ مین مہدی نہین ہون و مطلق لغاں شیخ نے اُسکا کلام نہ سنا سلیم شاہ نے مایوس ہو کر حکم دیا کہ تازیانہ دار نے اُسے چند تازیانہ مارے لکھا ہی کہ تیسرے تازیانہ مین شیخ علائی نے جان قابض ارواح کو سونپی اور یہ قضیہ ۹۵۵ھ نو سو پچپن ہجری مین وقوع مین آیا تھا اور مادہ اُسکی تاریخ کا ذاکر اللہ ہی اور سلیم شاہ جب فوت ہوا اُسکا فرزند کہ بارہ برس کا تھا باتفاق امرا قلعہ گوالیار مین تخت پر بیٹھا اور ابھی تین دن گذرے تھے کہ مبارز خان ولد نظام خان سور نے کہ شیرشاہ کا بھتیجا اور چچیرا بھائی سلیم شاہ کا اور سالہ اُسکا تھا اپنے بھانجے فیروز شاہ کو قتل کیا اور وزرا اور امرا کے اتفاق سے خود تخت پر اجلاس کرکے اپنا لقب عادل شاہ رکھا خواجہ نظام الدین بخشی نے اپنی تاریخ اکبری مین لکھا ہی کہ سلیم شاہ نے مرض الموت سے پیشتر اپنی منکوحہ مسماۃ بی بی بائی سے بارہا کہا تھا کہ اگر تو اپنے فرزند فیروز خان کو دوست رکھتی ہی اجازت دے

تو مبارز خان تیرے بھائی کو درمیان سے اٹھاؤن کہ تیرے فرزند کا خطرہ رہی اور جو بھائی کو دوست رکھتی ہی اپنے دلبند کی زندگی سے ہاتھ اٹھا کہ آسے مبارز خان سے خطرے ہین اسکی بی بی جواب دیتی تھی کہ میرا بھائی عمر عیش و عشرت مین بسر کرتا ہی اور نغمہ و ساز کیطرف اوقات مصروف رکھتا ہی اسکو خیال سامان بادشاہی نہین ہی ہرچند سلیم شاہ اس بارہ مین اسے ملامت کرتا تھا مفید نہوتا تھا آخر کو سلیم شاہ کے فوت کے بعد تیسرے دن مبارز خان مع اعوان و انصار اپنے فیروز خان کے محل مین داخل ہو کر اسکے قتل کے درپی ہوا ہرچند اسکی ہمشیرہ زار زار رو کر اپنے نور عین کی شفاعت کرتی تھی اور کہتی تھی ای بھائی اس بیگناہ کے قتل سے دست کش ہو تو مین اسے لیکر ایسے مقام مین لیجاؤن کہ کوئی اس سے نشان نپاوے فائدہ نہ کیا آخر اس سنگدل نے اس طفل معصوم کو بعید و قصور تیغ جفا سے شہید کیا **بیت** بمردی کہ ملک سراسر زمین ✦ نیرزد کہ خونے چکد بر زمین ✦ **ذکر سلطنت محمد شاہ سور المشہور بعدلی کا** اسکو جب سامان بادشاہی ظاہری کا بہم پہونچا اپنا لقب محمد شاہ عادل رکھا اور عوام الناس اسکو بحذف الف اور اضافہ با عدلی کہتے تھے اور عدلی عدم قابلیت کے سبب کہ مردم اراذل دون کا ہاتھ پکڑ کر مہمات عمدہ شاہی کو ساتھ انکے رجوع کئے تھے اور ہیمو نام ہندو کو کہ بقال قصبہ ریواڑی کا ساکن تھا اُس کو منصبداران عمدہ کے سلک مین منتظم کرکے کوتوال بازار کا کیا اور صاحب اختیار ملک و مال کیا اور خود شرب شراب اور صحبت زنان مغنیہ اور رذالان مین مشغول ہوا اور جو زربخشی اور فیاضی بادشاہ محمد تغلق شاہ کی سنی تھی خیال اسکی تقلید کا کرکے اوائل جلوس مین دروازہ خزانہ مفتوح کرکے خلق کو انعامات و دیگر مستمال اور توانگر کیا اور کنہ باسی پیکان مین اسکے ایک تولہ طلا تھا بانتہاے سواری وغیرہ گوشہ کمان مین رکھکر ہر طرف پھینکتا تھا اور وہ تیر جس شخص کے مکان مین گرتا تھا یا جسکے ہاتھ آتا تھا دس ہزار روپیہ دیکر اُس سے لیتا تھا بس اس طریق سے شیر شاہ اور سلیم شاہ کا خزانہ تھوڑے عرصہ مین تلف کرکے آپکو بادشاہ بزرگ تصور کیا اور مردم خوش طبع افغان اسکے کام بیموقع سے اسکو اندھیلی کہتے تھے کسواسطے کہ اندھیلی زبان ہندی مین کوری اور نابینائی ہی جب ہیمو بقال کا تسلط اور استقلال حد سے گذرا امراے افغان اسکی بیہودگی اور بدوضعی سے رنجیدہ اور دلگیر ہو کر دشمن ہوئے اور ہر گوشہ سے فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا اکثر امرا نے سر اطاعت اور فرمانبرداری سے پھیرا اور جو کہ شرط فرمانبرداری ہی بجا نہ لائے اس واسطے عدلی کا دلون اور نظرون مین کچھ وقر اور اعتبار نہ رہا رونق اور نظام اسکی بادشاہی کی زائل ہوئی اور ایک دن قلعہ گوالیار کے دیوانخانہ مین بار عام دیا اور امراے نامدار حاضر ہوئے اور عدلی جاگیر تقسیم کرتا تھا اسی درمیان حکم کیا کہ ولایت قنوج جو محمد شاہ فرملی کی جاگیر ہی تغیر و تبدیل سرمست خان شروانی کو دیوین چونکہ دونون قبیلہ دار تھے اس مقدمہ مین گفتگو کی سکندر خان ولد شاہ محمد فرملی کہ جوان نوخاستہ اور بہادر تھا سر دربار از روے درشتی بولا کہ اب کام اس نہایت کو پہونچا کہ ہماری جاگیر شروانیان سگ فروش کو دیتے ہین جب کلام بلند ہوا اسکا باپ کہ ضعیف و بیمار تھا سکندر خان کو درشتی اور ناہمواری سے منع کرتا تھا لیکن اسنے یاراے صبر نہ رہا بولا ای باپ شیر شاہ تجھے ایک مرتبہ قفس آہنی مین قید کرکے ارادہ قتل کا رکھتا تھا آخر کو سلیم شاہ تیرا شفیع ہوا اور اس مہلکہ سے تجھے نجات بخشی اب گروہ سور تیرے اخراج کا قصد رکھتا ہی تو اس معنی کو نہین سمجھتا عنقریب تجھے بیچھوڑینگے اُسوقت سرمست خان نے کہ بہت بلند قد اور قوی ہیکل تھا ہاتھ سکندر خان کے شانہ پر رکھکر کہا کہ اے فرزند یہ تمام درشتی کسواسطے ہی اور سرمست خان کا یہ ارادہ تھا کہ اس بہانہ سے اسے دستگیر کرے سکندر خان نے اس معنی کو دریافت کرکے ایسا خنجر اسکے شانہ پر مارا کہ سرمست خان فوراً ستون کے مانند زمین پر گرا اور جان بحق تسلیم ہوا اور چند لوگ جو کہ اسکے متعرض ہوئے تھے انمین بعضونکو ہلاک اور بعضونکو زخمی کیا اور عدلی اس شور و فساد مین اٹھکر حرم سرا کیطرف روانہ ہوا سکندر خان نے

تعاقب کیا عدلی نے کنواڑہ بند کرکے زنجیر مین مسلسل کیا اور اکثر امرا جو کہ دیوانخانہ مین تھے اپنی تلوارین پھینک کر بھاگ گئے
سکندر خان قتل ہوا اون سرمست کے دو گھڑی تک جسطرف جاتا تھا ضربہاے شمشیر سے قتل کرتا تھا اس درمیان مین ابراہیم خان
سور کہ عدلی کا بہنوئی تھا اور رشتہ مین شیر شاہ کا چچیرا بھائی ہوتا تھا ایک جماعت لیکر اُسپر حملہ آور ہوا اور ضربہاے شمشیر آبدار
سے اُسکا جسم نازنین پرزے پرزے کیا اور دولتخان لوحانی نے بھی ایک ضرب شمشیر سے کام شاہ محمد فرملی کا تمام کیا کہتے ہین
اُسیدن تاج خان کرانی کہ عمدہ امراے سلیم شاہ سے تھا قلعہ گوالیار کے دیوانخانہ سے برآمد ہوکر شاہ محمد فرملی کے دروازہ کے قریب
اُس سے ملاقی ہوکر احوال پوچھنے لگا تاج خان نے جواب دیا کہ کار دگرگون ہوا مین نے اپنا قدم اس کارخانہ سے باہر کھینچا ہی
تو بھی بانگ میری برفاقت کر شاہ محمد نے یہ امر قبول نہ کیا اور عدلی کے سلام کیواسطے گیا اور پہونچا اُسکے پہونچتے ہی تاج خان کرانی نے
قلعہ سے برآمد ہوکر بنگالہ کا راستہ لیا عدلی نے ایک فوج اُسکے تعاقب مین روانہ کی اور چھبرامؤ کے اطراف مین کہ آگرہ سے چالیس کوس
اور قنوج سے تیس کوس ہی اُسکے سر پر پہونچکر جنگ مین مصروف ہوئی تاج خان بھاگ کر چنار کے جانب متوجہ ہوا اور راہ مین بعضے
عمال خالصہ عدلی پر متصرف ہوا اور نقد و جنس سے جو کچھ ہاتھ لگا تحصیل کیا اور ایک حلقہ فیل کہ سو زنجیر فیل سے مراد ہی پرگنات سے
لیکر اپنے بھائیون عماد و سلیمان اور الیاس سے کہ حاکم بعض ولایات کنار گنگ اور خواص پور ٹانڈہ کے تھے ملحق ہوا اور علم مخالفت بلند
کیا اور عدلی بھی کرانیون کے سر پر فوج کش ہوا اور نہر گنگ کے کنارہ سے فریقین کا مقابلہ ظہور مین آیا اُسوقت ہیموی بقال نے عدلی سے
کہا اگر ایک حلقہ فیل آپ میرے ہمراہ کرین آب سے عبور کرکے کرانیون پر حملہ آور ہون اور اُنھین ہلاک کرکے خاک مذلت پر ڈالون
عدلی نے وہ سامان مرحمت کیا ہیموی بقال نے آب گنگ سے عبور کیا اور جنگ کے بعد غالب آیا اور ابراہیم خان سور کہ شوکت و غرور
رکھتا تھا عدلی نے اُسکی گرفتاری کا ارادہ کیا اور عورت اُسکی عدلی کی ہمشیرہ تھی اس حال سے خبردار ہوئی اور شوہر کو آگاہ کیا اور ابراہیم خان
چنار سے بھاگ کر اپنے باپ غازیخان کے پاس کہ ہندون کا حاکم تھا روانہ ہوا عدلی نے عیسیٰ خان نیازی کو اُسکے تعاقب کیواسطے تعین
کیا اور وہ کالپی کے قریب اُس سے ملحق ہوا اور جنگ واقع ہوئی عیسیٰ خان نیازی منہزم ہوا اور ابراہیم خان سور لشکر فراہم کرکے
دار الملک دہلی پر متصرف ہوا اور زر و سکہ پر اپنا نام جاری کیا اور خطبہ اپنے نام پڑھا کوہات سے آگرہ کیطرف تاخت لایا اور اکثر ممالک
اس حدود کے زیر نگین کرکے استقلال تمام بہم پہونچایا عدلی نے ناچار ہوکر کرانیان سے ہاتھ کھینچکر چنار سے کوچ کیا اور
ابراہیم خان سور کے دفع کے واسطے متوجہ ہوا جب دریاے گنگ کے کنارے پہونچا ابراہیم خان سور نے ایلچی اُسکے پاس بھیجکر
یہ پیغام دیا کہ اگر حسین خان اور بہادر خان شروانی اور اعظم ہمایون اور چند امراے دیگر جو صاحب اقتدار اور ذی اعتبار ہین آوین اور لوازم
عہد و میثاق درمیان مین لاوین اعتماد آمیز کرکے ملازمت مین حاضر ہونگا عدلی نے بے عقلی سے اُس جماعت کو روانہ کیا اور
ابراہیم خان سور نے سبکو حسن سلوک سے ساتھ اپنے متفق کیا اور عدلی کی مخالفت اور دشمنی پر اصرار کیا عدلی نے اس امر
سے آگاہی پائی قوت مقاومت اپنے سے مفقود دیکھی اور آگرہ اور دہلی سے قطع نظر کرکے چنار کیطرف راہی ہوا اور ممالک
اُسطرف کے قبضہ مین لاکر فروکش ہوا اور استقلال تمام بہم پہونچایا اور ابراہیم خان سور نے اپنا خطاب ابراہیم شاہ رکھکر نشان
بادشاہی کا بلند کیا اُس عرصہ مین احمد خان سور حاکم پنجاب جو شیر شاہ کا چچیرا بھائی ہوتا تھا اور عدلی کی ایک بہن اُسکے بھی حبالہ
نکاح مین تھی عدلی کی خبر زبونی اور مغلوبی اور ابراہیم شاہ کے غلبہ اور تسلط کی سُنکر اُسکے بھی بادشاہی اور سرداری کی ہوس
دماغ مین جاگزین ہوئی اور ہیبت خان اور تاتار خان کو کہ امراے سلیم شاہ سے تھے ساتھ اپنے یکدل اور یکجہت کرکے سکندر شاہ
لقب کیا اور دس ہزار سوار لاہور سے لیکر آگرہ کی طرف متوجہ ہوا اور موضع فرح کے قریب کہ دس کوس بلدہ آگرہ سے ہی

نزول کیا ابراہیم شاہ نے بھی ستر ہزار سوار ہمراہ رکاب لیکر نہایت شوکت اور عظمت سے استقبال کیا اور فوج کے علاوہ دوسو امیر
ہمراہ رکھتا تھا کہ ان مین اکثر صاحب سراپردہ وتجمل وعلم ونقارہ رکھتے تھے سکندر شاہ اُسکا جاہ وحشم دیکھکر ہراسان اور اپنے
آنے سے پشیمان ہوا اور صلح کے دروازہ سے آنکر التماس کی کہ پنجاب مجھے معاف کرین ابراہیم شاہ اپنے لشکر وحشم کی کثرت پر
مغرور ہوکر سکندر شاہ کی ملائمت اور تملق پر ملتفت نہوا اور ہمیں موضع مذکور مین صفوف جنگ آراستہ کرکے نقارۂ حربی پر چوب
ماری اور جدال وقتال پر مستعد ہوا سکندر شاہ نے اپنا علم امراکے ہمراہ کرکے دشمن کے مقابل کیا اور خود ایک جماعت جوانان
جہان دیدہ اور جنگ آزمودہ سے کمین مین ایستادہ ہوا ابراہیم شاہ نے حملۂ اول مین لشکر پنجاب کو متفرق کیا اور جب سپاہ
اُسکی لوٹ مین مشغول ہوئی سکندر شاہ قابو دیکھکر کمین سے برآمد ہوا اور ابراہیم شاہ کے قلب لشکر پر تاخت کرکے ایک
لحظہ مین اُسے منہزم کیا اور مضمون کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ کا ظہور مین آیا بادشاہ ابراہیم سنبھل کیطرف گیا اور سکندر شاہ
کامیاب ہوکر دہلی اور آگرہ پر متصرف ہوا اور اُسکے بعد سکندر شاہ بقصد جنگ ہمایون بادشاہ پنجاب کی طرف روانہ
ہوا ابراہیم شاہ سرانجام اپنا کرکے سنبھل سے کالپی کی سمت آیا اُسوقت عدلی نے ہیموی بقال کو کہ اسکا وزیر تھا سپاہ
آراستہ اور فیلان کوہ پیکر اور توپخانہ خوب چنار سے دہلی اور آگرہ کی تسخیر کیواسطے بھیجا ہیموی بقال نے ابراہیم شاہ کا
دفع اہم جانکر نواح کالپی کو شکست دی ابراہیم شاہ بیانہ کی طرف اپنے باپ کے پاس روانہ ہوا ہیموی بقال نے پھر اُس مقام
مین آنکر تین مہینے تک محاصرہ کیا اور جوان دنون میں محمد خان سور حاکم بنگالہ علم مخالفت بلند کرکے چنار اور جونپور اور کالپی کی تسخیر
مین متوجہ تھا عدلی نے ہیموی بقال کو طلب کیا ہیموی بقال محاصرہ ترک کرکے روانہ ہوا ابراہیم شاہ نے اُسکا تعاقب کرکے
موضع مندا کہرمین کہ آگرہ سے چھ کوس ہے اُسکے سر پر پہونچکر بنیاد جنگ کی ڈالی اور شکست پاکر پھر اپنے باپ کی خدمت
مین روانہ ہوا اور چند روز کے بعد بادشاہ ابراہیم ولایت پٹنہ کی طرف گیا اور راجہ رام چندر سے جو وہانکا راجہ تھا لڑا اور گرفتار
ہوا راجہ رام چندر نے مصلحت وقت دیکھکر اُسے بہ تعظیم تمام تخت پر بٹھایا اور نوکرون کے مانند اُس سے سلوک ہوا اور چند
عرصہ کے بعد بیانہ کے افغانون سے کہ رایسین کے حدود مین بستے تھے آیاز بہادر حاکم مالوہ سے ایک نزاع واقع ہوئی اور
افغانان ایلچی رام چندر کے پاس بھیجکر بادشاہ ابراہیم کو مالوہ مین لیگئے اور اپنا حاکم بنایا اور چاہا کہ درگاوتی رانی ولایت گدہہ کو مدد
کیواسطے طلب کرکے آیاز بہادر سے مقابلہ کرے رانی نے یہ امر قبول کیا اور اپنی ولایت سے روانہ ہوئی اور آیاز بہادر نے ایک
جماعت اُسکے پاس بھیجکر اس ارادہ سے باز رکھا بادشاہ ابراہیم نے جب دیکھا کہ درگاوتی پشیمان ہوکر اپنی ولایت کو گئی اپنا رہنا اُس مقام
مین مناسب نجانا اوڈیسہ کی طرف کہ اقصاے بلاد بنگالہ سے ہے جاکر ایام گذارنی کی یہانتک کہ ۹۷۵ نوسو پچہتر ہجری مین سلیمان کرانی
ولایت اوڈیسہ پر مسلط ہوا اور ابراہیم شاہ کو عہد وپیمان سے اپنے پاس بلاکر تیغ غدر سے ہلاک کیا القصہ جب ہیموی بقال
چنار مین عدلی کے پاس گیا خبر پہونچی کہ ہمایون بادشاہ نے سکندر شاہ کو منہزم کرکے دہلی اور آگرہ پر قبضہ کیا باوجود اس
حال کے اُن افغانان سے کہ جہل وخود رائی کو شعار اپنا جانکر ایک لحظہ بے جنگ وجدل نرہتے تھے عدلی کو استرداد دہلی کی فرصت
میسر نہوئی محمد خان گوریہ کے تدارک کو کہ علم مخالفت بلند کیا تھا گیا اور موضع چھپر کومین کہ پندرہ کوس کالپی سے ہے فریقین کے درمیان
جنگ عظیم اور معرکہ شدید واقع ہوا اور محمد خان گوریہ مارا گیا اور عدلی نے منصور ومظفر ہوکر چنار کیطرف مراجعت کی اور دہلی کے استخلاص
اور استرداد کی فکر مین ہوا اسی درمیان مین ہمایون بادشاہ دار ملک کی رحمت مین واصل ہوا عدلی نے ہیموی بقال کو پچاس ہزار سوار
اور پانسو فیل جنگی ہمراہ کرکے روانہ کیا کہ آگرہ اور دہلی اور پنجاب کو آسیب مغل کے تصرف سے برآوردہ کرے او خود اُمراے افغان کی مخالفت کے

سبب چنار سے دور تھا اسکا ہیموی بقال جب آگرہ کی نواح مین پہونچا امرائے مغل کہ اُس شہر مین تھے قوت جنگ اپنے مین نہ دیکھکر دہلی کی سمت روانہ ہوئے ہیموی بقال آگرہ کو اپنے مردمان معتبر کے سپرد کرکے دہلی کی طرف گیا تردی بیگ حاکم دہلی کا صف آرا ہو کر اُس سے مقابل ہوا اور شکست کھا کر پنجاب کی طرف مفرور ہوا ہیموی بقال دہلی پر قابض و دخیل ہو کر وہانکے مہام کو سامان درست کرکے لاہور جاوے قضارا بیرم خان ترکمان نے کہ اکبر شاہ کی طرف سے صاحب اختیار تھا پیشدستی کرکے خان زمان مغل کو بتعجیل تمام دہلی کیطرف روانہ کیا اور خود بھی بادشاہ کو لیکر پیچھے سے راہی ہوا ہیموی بقال یہ خبر سنکر بنہایت حشمت و شوکت سے خان زمان کے مقابلہ کو گیا اور پانی پت کے نواح مین فیل پر سوار ہو کر لشکر مغل سے ہم مصاف ہوا اور حملہ ہائے مردانہ کرکے صف میمنہ اور میسرہ اور قلب کو برہم مارا لیکن جلال الدین محمد اکبر شاہ کے اقبال کے سبب افغان اپنا کام کرکے تاراج مین مشغول ہوئے اور بسبب اتفاق ایک گروہ مغلون کا ہیموی بقال سے دو چار ہوا اور اُسے پہچانا اور اُسکے ہاتھی کو گھیر کر زندہ دستگیر کیا اور جلال الدین اکبر شاہ کی خدمت مین لیجا کر تہ تیغ کیا ہیموی بقال کے قتل ہونے کے بعد عدلی زیادہ تر ضعیف ہوا اور ایکبارگی افغان خیرہ سر ہوئے اور خضر خان ابن محمد خان گوریہ بقصد انتقام پدر بڑی جمعیت ہوا اور اپنا لقب بہادر شاہ رکھا اور اکثر ممالک پورب پر متصرف ہوا اور اُس ممالک کے خطبہ اور سکہ پر اپنا نام جاری کیا اُسکے بعد عدلی کے سر پر فوج کش ہوا اور جنگ شدید کے بعد عدلی بھی قتل ہوا اور سلطنت اُسکی آخر ہوئی۔ **ذکر سکندر شاہ سور اور زوال دولت افغان بتقدیر خداوند دیہور** وقوع ہو کر جب سکندر شاہ سور تخت آگرہ پر جلوہ گر ہوا لوازم عیش و سرور بجا لایا اور امرائے اکابر افغان کو طلب کرکے فرمایا کہ مین بھی ایک تمسے ہون مجھے تمپر کسی طرح کی فوقیت نہین ہے بادشاہ بہلول لودھی نے فرقہ افغانان لودھی کو تمام جہان مین مشہور کیا اور شیر شاہ نے بمشقت تمام سواد اعظم ہندوستان جنت نشان کو اپنے قبضہ مین لایا اور گروہ سور کو بلند آوازہ فرمایا اب مثل ہمایون بادشاہ کے وارث مملکت کمین فرصت مین ہے کسی طرح اُس سے امین نہین ہو سکتے اگر تم برضا و رغبت میری بادشاہی کے خواہان ہو نفاق و حسد کو دل مین راہ نہ دیکر غبار نزاع ایک دوسرے کے درمیان سے دور کرو تو حسن اتفاق کی برکت سے کار بادشاہی مین نظام اور ایک رونق ظہور مین آوے اور اگر تم مجھے اس امر جلیل القدر کے شائستہ نہین جانتے اپنی قوم مین سے جس شخص کو اس منصب عظیم الشان کے لائق جانو تخت سلطنت پر متمکن کرو کہ مین بھی اُسکے جادۂ اطاعت مین قدم رکھکر دل و جان سے مخلص اور ہوا خواہ ہونگا امرائے افغان یہ کلام سنکر جوابدہ ہوئے کہ ہم سب نے آپ کو شیر شاہ کا چچیرا بھائی سمجھکر تخت شاہی پر جلوہ گر کیا اور اپنا صاحب اور مالک بنایا ہے اُسکے بعد سبھون نے کلام مجید کو درمیان دیکر قسم کھائی کہ ہم آپ سے کبھی مخالفت نکرینگے لیکن اُسی عرصہ مین باوجود عہد و میثاق کے مناصب اور خطاب اور جاگیر کے بارہ مین کلفت اور رنجش درمیان مین آئی اتفاق نے صورت نہ باندھی قضارا ہمایون بادشاہ انھین دنون مین پنجاب کی طرف متوجہ ہوا اور تاتار خان رہتاس سے بھاگ کر دہلی مین آیا اور مغلون نے لاہور پر تاخت کرکے افغانون کو زیر و زبر کیا کچھ اُنکی پیش نہ گئی اور سرہند تک متصرف ہو کے سکندر شاہ نے پچاس ہزار سوار اور بایک روایت مین لاکھ سوار افغان اور راجپوت کو تاتار خان اور ہیبت خان افغان سپہسالار کے ہمراہ کرکے فوج چغتائی کے مدافعہ کو تعین فرمایا اور افغانون نے شکست فاحش جیسا کہ چاہیے پائی اور گھوڑے دہلی چھوڑ کر ایسے بھاگے کہ دہلی تک باگ نہ موڑی اور سکندر شاہ سور اگرچہ اپنے امرا کا نفاق بخوبی تمام جانتا تھا لیکن بجبر نا استی ہزار سوار لشکرگاہ سے لیکر سنہ ۹۶۲ نو سو باسٹھ ہجری مین پنجاب کی طرف راہی ہوا اور سرہند کے قریب پہونچکر بیرم خان ترکمان کے ساتھ جو شاہزادہ جلال الدین محمد اکبر کے رکاب مین تھا جنگ کرکے منہزم ہوا اور کوہ سوالک مین

پناہ لی اور دار الملک دہلی اور آگرہ دوبارہ امراے ہمایون بادشاہ کے تصرف مین آیا اور عدل و داد کی آبیاری سے عالم رشک صحن گلستان ارم ہوا اور بیرم خان ترکمان کے مساعی جمیلہ سے سکندر شاہ سور کوہستان سوالک سے مفرور ہو کر بنگالہ کی طرف بھاگا اور اُس حدود پر بھی قابض ہوا اور کچھ عرصہ کے بعد نقد جان قابض ارواح کے سپرد کی اور تاج خان کرانی بجاے اُسکے بنگالہ کا حاکم ہوا القصہ تتمہ اس کلام کا واقعات حکام بنگالہ مین ناظرین بتکلین مطالعہ فرماوین انشاء اللہ تعالیٰ وہان شرح حاضر قوم کو کلک تحقیق سلک ہوگا

ذکر مراجعت نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کا عراق سے طرف کابل و تسخیر اس حدود کی بتوفیق خداوند جز و کل اور ممالک ہندوستان جنت نشان کا اس بادشاہ کشورستان کے دوبارہ آنا حوزہ تصرف مین

جب بیرم خان ترکمان حکم کے موافق قزوین سے ییلاق قیدار نبی علیہ السلام مین کہ ابہر اور سلطانیہ کے درمیان ہے جا کر جواب کتابت مشتمل بر تہنیت قدوم اور اشتیاق ملاقات کے لایا جنت آشیانی اُس طرف متوجہ ہوئے اور ماہ جمادی الاول سنہ ۹۵۱ نوسو اکاون ہجری مین شاہ ایران یعنی شاہ طہماسپ بن شاہ اسمعیل صفوی سے ملاقات کی اور تکریم و تعظیم اور ضیافت کہ لایق حال ایسے مہمان اور ایسے میزبان کے چاہیے تھی وقوع مین آئی ایک دن حضرت شاہ نے اثناے محاورہ اور مکالمہ مین پوچھا کہ سبب دشمن ضعیف کے غلبہ کا کیا تھا جنت آشیانی نے کہا بھائیون کا اتفاق حضرت شاہ نے فرمایا کہ روش سلوک بھائیون کے ساتھ وہ نہ تھی جو آپ بجا لائے اور جب دسترخوان مائدہ طعام کا بچھا بہرام میرزا شاہ طہماسپ کے بھائی نے کہ اُس مجلس مین دست بستہ بموجب حکم کھڑا تھا طشت و آفتابہ لیکر حضرت شاہ کے دست حق پرست پر پانی ڈالا اور مثل سائر خدمتگارون کے خدمت مین مشغول ہوا اُسوقت حضرت شاہ نے جنت آشیانی کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا بھائیون کو اس حال پر رکھنا چاہیے بہرام میرزا اس بات سے اسقدر آزردہ ہوا کہ جبتک جنت آشیانی عراق مین رونق افزا رہے باگ دشمنی کی ہاتھ سے نہ دی اور ایک گروہ کو ساتھ اپنے متفق کر کے جسوقت کہ فرصت پاتا تھا باتین موحش زبان پر لاتا تھا اور دلائل اور براہین سے ذہن نشین اور خاطر نشان کرتا تھا کہ صلاح نہین ہے جو صاحبقران کی اولاد ہندوستان مین کہ مقابل ایران کے ہے فرمان روا ہووے الغرض حضرت شاہ جب ییلاق قیدار نبی علیہ السلام مین تھے جنت آشیانی کی خوشحالی کیواسطے تین مرتبہ شکار جرگہ کی بنیاد ڈالی اور ہر مرتبہ اول آنحضرت کو شکار ڈالنے کی تکلیف دی اُسکے بعد بیرم خان کو اس بعد بہرام میرزا اور سام میرزا کو حکم ہوا بعدہ امرا اور سپاہیون کو امر فرمایا تو سب نے بہ ترتیب و قاعدہ اسپان تیز رفتار پر سوار ہو کر تازی شیر صولت اژدر شکار پر دوڑا اُسکے دم شمشیر و تیر و تبر سے صحن صحرا کو چرند سے خالی کیا اور صیدگاہ کی زمین خون شکار کی کثرت سے لعل بدخشان کے ہمرنگ ہوئی اور سنگ مرمر نے رنگ یاقوت رمانی قبول کیا اور جب قزوین مین مراجعت فرمائی بہرام میرزا اور بعض مقربون نے سخنہاے ناخوش سے حضرت شاہ کا مزاج منحرف کیا اور جنت آشیانی بھی پر حذر ہوئے لیکن اس مصرع پر عمل کیا مصرع مرغ زیرک چون بدام افتد تحمل بایدش ⁂ اور بیرم خان کی التماس کے سبب سے نہایت ملائمت اور فروتنی بجا لائے اُن دنون سلطان بیگم شاہ طہماسپ کی بہن اور قاضی جہان قزوینی ناظر دیوان اور حکیم نور الدین کہ محرمون سے تھے اتفاق کر کے درپے اُسکے ہوئے کہ حضرت شاہ کی صفحہ دل سے غبار کلفت کا زائل کرین اسواسطے ایک دن سلطان بیگم نے خلوت مین ایک تقریب اُٹھا کر یہ رباعی جنت آشیانی کی حضرت شاہ کے حضور مین پڑھی

رباعی

ہستیم ز جان بندہ اولاد علی ⁂ ہستیم ہمیشہ شاد با یاد علی ⁂ چون سر ولایت از علی ظاہر شد ⁂ کردیم ہمیشہ ورد خود ناد علی

حضرت شاہ یہ رباعی سنکر خوشحال ہوئے اور فرمایا اگر ہمایون بادشاہ عہد کرے کہ اپنے ممالک محروسہ کے منبرون کو ائمہ معصومین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی اسامی بزرگوار سے مزین اور مشرف کریگا مین کمک کر کے

ممالک موروثی مین روانہ کرون سلطان بیگم نے جنت آشیانی کو پیغام کیا آنحضرت نے جواب دیا کہ لڑکپن سے اس عہد تک خاندان رسالت کی محبت میرے دل مین جاگزین ہی اور امراے جغتائی کا نفاق اور میرزا کامران کی ناسازی کا سبب یہی تھا حضرت شاہ نے بیرم خان کو خلوت مین طلب کرکے اِدھر اُدھر کا تذکرہ شروع کیا اور جو مقدمات مذکورہ سے غبار کلفت رفع ہوا تھا اُس مجلس مین مقرر کیا کہ شہزادہ مراد کو کہ طفل گہوارہ ہی باتالیقی بداغ خان قاچار کہ امراے عمدہ سے تھا مع دس ہزار سوار جنت آشیانی کے ہمراہ کرے تو بھائیون کو تنبیہ اور تادیب کرکے کابل اور قندھار اور بدخشان کو مسخر کرے پھر حضرت شاہ نے اُسی چند روز کے عرصہ مین تمام اسباب شاہی مرتب کرکے جنت آشیانی کو رخصت دی لیکن آنحضرت فرمایا کہ سیر تبریز اور اردبیل میرے مکنون خاطر ہی دونون شہرون کی سیر کرکے ارواح طیبہ شیخ صفی اور اُنکی اولاد امجاد سے استمداد کرکے منزل مقصود کیطرف روانہ ہونگا حضرت شاہ نے اس امر کی تجویز فرماکر اُس محال کے حکام کو فرمان مطاعہ صادر فرمائے کہ لوازم تعظیم و تکریم مین حضرت کے دیدہ دانستہ تقصیر نکرین وہ حضرت اُس بلاد کی سیر اور مشائخ بزرگوار کی زیارت کرکے برفاقت شاہزادہ مراد اور امراے قزلباش مشہد مقدس حضرت امام رضا علیہ آلاف التحیہ والثناء کے راستہ سے قندھار کیطرف متوجہ ہوے اور اول گرمسیر کے قلعجات دیوان بادشاہی تصرف مین آئے اور جنت آشیانی کا خطبہ وہان پڑھا گیا عسکری میرزا نے اس حال سے خبر پاکر شاہزادہ محمد اکبر کو کہ عم نامہربان کے پنجہ ظلم مین گرفتار تھا میرزا کامران کے پاس کابل مین بھیجکر خود سامان قلعہ داری کا مہیا کیا اور قندھار کے قلعہ مین متحصن ہوا اور جنت آشیانی نے باتفاق بداغ خان قاچار کے وہان پہونچکر محرم کی ساتوین تاریخ سنہ ۹۵۲ نو سو باون ہجری مین قلعہ مذکور کو محاصرہ فرمایا اور مدت محاصرہ نے جب چھ مہینے کا عرصہ کھینچا جنت آشیانی نے بیرم خان ترکمان کو بطور ایلچی کامران میرزا کے پاس کابل مین بھیجا اور اثناے راہ مین ایک قوم ہزارہ نے آکر بیرم خان کی سدراہ ہوئی اور جنگ سخت کے بعد بیرم خان ترکمان مظفر و منصور ہوکر کامران میرزا کی ملازمت مین حاضر ہوا اور اطاعت اور تسلیم قلاع اور بقاع کے بارہ مین تحریک کی جب موثر نہوئی مراجعت کرکے حقیقت بے حقیقتی کامران میرزا کی سمع مبارک مین پہونچائی اور قزلباش کا لشکر طول محاصرہ اور عاجز ہونے اولوس جغتائی کے عاجز ہوا اُس عرصہ مین محمد سلطان میرزا اور الغ میرزا اور قاسم حسین میرزا اور میرزا میرک اور شیر افگن بیگ برادر منعم خان کامران میرزا سے بھاگ کر جنت آشیانی کے حضور پہونچے اور ایک جماعت مردم معتبر قلعہ سے برآمد ہوکر حضرت کی خدمت مین فائز ہوئی اور عسکری میرزا نے مضطرب ہوکر امان چاہی اور باتفاق امرا نہایت خجالت سے بشرف ملازمت مشرف ہوکر قلعہ کو سپرد کیا اور جو حضرت شاہ کے حضور مین قرار پایا تھا کہ قندھار کا قلعہ شہزادہ مراد کے متعلق ہی اس صورت مین آنحضرت نے قلعہ شہزادہ کو واگذاشت کیا اور شہزادہ اور بداغ خان قاچار اور ابو الفتح سلطان افشار اور صوفی ولی سلطان شاملو موسم سرما کے سبب قلعہ مین درآئے اور باقی امراے قزلباش پلٹ گئے اور اولوس جغتائی قزلباش کے قلعہ دینے سے آزردہ ہوئے اور جب اُس زمستان مین اُنھین کوئی جاے امن نہ رہی اکثر بھاگ کر کابل گئے اور عسکری میرزا بھی فساد کا داعیہ کرکے بھاگا اور ایک جماعت اُسکے تعاقب مین روانہ ہوئی اور گرفتار کرلائی اور وہ حضرت مع لشکر ظفر پیکر کابل کی طرف سوار ہوئے اور اُنھین دنون مین شہزادہ مراد قضاے الٰہی سے فوت ہوا اور وہ حضرت اثناے راہ سے معاودت فرماکر استرداد قلعہ کے عازم ہوئے اور بداغ خان قاچار کو یہ پیغام بھیجا کہ قندھار کا قلعہ چند روز کیواسطے ہمارے سپرد کرین کہ کابل اور بدخشان کے مفتوح ہونے کے بعد ہم تمہارے سپرد کرینگے بداغ خان نے یہ امر منظور نہ کیا اور آنحضرت نے بھی سکوت کرکے بیرم خان ترکمان اور الغ میرزا اور حاجی محمد خان کو مخفی پیغام دیا کہ تسخیر قلعہ کی فکر سے غافل نہونا چاہیئے

ایک دن شتر کی قطار کہ غلہ سے محمول تھی شہر مین آئی حاجی محمد خان فرصت پاکر اُس قطار کی پناہ مین دروازہ تک آیا اور محافظ
اور دربان جب مانع ہوئے ضربت ہاے شمشیر آبدار سے اُنھین خاک مذلت پر ڈالا اُسوقت بیرم خان ترکمان اور رفیع میرزا
بھی مع فوج پہونچکر قلعہ مین داخل ہوئے اور بداغ خان قاچار نے کہ نہایت عاقل تھا جنگ مین صرفہ نہ دیکھکر عراق کی روانگی کی
رخصت کی جنت آشیانی نے بیرم خان کو قندھار کی حکومت پر مقرر کیا اور خود تسخیر کابل کے عازم ہوئے اُسوقت میرزا یادگار
ناصر بھائی بابر شاہ کا کہ میرزا شاہ حسین ارغون کے تسلط اور بدسلوکی سے بھاگ کر کابل مین آیا تھا باتفاق میرزا ہندال
ملازمت کے واسطے آیا اور چونکہ بادشاہ کابل کے باہر مقابل اردوے میرزا کامران کے فروکش ہوا تھا ہر روز ایک جماعت اسکے
لشکر سے آنکر اظہار اخلاص کرتی تھی یہانتک کہ قیلان بیگ کہ کامران میرزا کے امراے بزرگ سے تھا وہ بھی بادشاہ کی
خدمت مین حاضر ہوا اور کامران میرزا سراسیمہ ہوا اور بدحواس ہوکر وقت غروب آفتاب قلعہ ارک مین در آیا جب وہ حضرت
اُسیوقت قلعہ کے قریب پہونچے کامران میرزا توقف کو مستلزم ہلاک جانکر غزنین کیطرف بھاگا اور جنت آشیانی نے ہندال میرزا
کو اُسکے تعاقب مین مامور کیا اور خود بدولت و اقبال ماہ رمضان المبارک کی شب دہم سنہ مذکور مین داخل قلعہ ہوئے
اور شہزادہ جلال الدین محمد اکبر کہ چار برس کا تھا مع بیگمات بادشاہ کی خدمت مین فائز ہوا زمانہ سابق اس ترانہ کے مترنم ہوا
بیت عزیز مصر برغم برادران غیور ۔۔ ز قعر چاہ برآمد باوج ماہ رسید ۔۔ اور یہ مصرع اُس فتح کا مادہ تاریخ ہے **مصرع** بجنگ گرفت
ملک کابل از دست ۔۔ اور میرزا کامران نے جب غزنین مین راہ نپائی زمین داور میان ہزارہ مین در آیا اور اُنھون نے بھی
جب جگہ نہ دی بھکر کی طرف میرزا حسین شاہ ارغون کے پاس گیا اور وہ اپنی بیٹی کامران میرزا کو دیکر مقام معاونت در
استمداد مین ہوا اور میرزا نظاہر عیش و سرور اور باطنا اندیشہ و فتور مین گذرانتے تھے **بیت** بظاہر با ہمہ گفت و شنود داشت
دلے دل جاے دیگر در گرو داشت ۔۔ جنت آشیانی نے شہزادہ کو محمد طغائی اتالیق کے پاس کابل مین چھوڑا اور خود بسعادت
و برکت ۹۵۳ھ نوسو ترپن ہجری مین بہ تسخیر بدخشان عزیمت کی اور کوچ کے وقت یادگار میرزا نے کہ مکرر دشمنی
اور مخالفت کی تھی دوبارہ فکر فرار کی جنت آشیانی اس حال سے آگاہ ہوئے اور اُسے تیغ سیاست سے قتل کیا
اُسکے بعد ہندوکش سے گذر کر تیرگران مین فروکش ہوئے میرزا سلیمان مع لشکر بدخشان مقابل آنکر حملہ اول مین بھاگا پھر جنت
آشیانی طالقان کیطرف متوجہ ہوئے مزاج شریف اُنکا جادۂ صحت اور اعتدال سے منحرف ہوا اور دو مہینے کے بعد صحت
پائی جو شورش اور فساد کہ ظہور مین آیا تھا ساکن ہوا اُسوقت خواجہ معظم بھائی حاجی بیگم خواجہ رشید کو کہ عراق سے اُسکے ہمراہ
آیا تھا بعضے امور کے سبب سے مقتول کر کے کابل کی طرف بھاگا اور بادشاہ کے حکم کے موافق اس مقام مین
محبوس ہوا اور میرزا کامران جب آنحضرت کی روانگی بدخشان سے واقف ہوا غور ہند کی طرف تاخت کی اثناے راہ مین سوداگرون
سے دوچار ہو کر اکثر مال و اسباب اُنکا لیا اور غزنین مین آنکر اجلاف کی موافقت سے زاہد بیگ حاکم شہر کو قتل کیا اور
بطور تاخت کابل کی طرف متوجہ ہوا اور علی الصباح جب دروازہ قلعہ کا کھلا شہر مین آنکر آپ کو قلعہ مین پہونچایا اور محمد علی
طغائی کو کہ حمام مین تھا گرفتار کر کے قتل کیا اور فضل بیگ اور مہتر وکیلہ رکونا بینا کر کے شاہزادہ کو مع اہل حرم موکلون کے سپرد
کر کے حسام الدین ولد میر خلیفہ کو بھی مقتول کیا کہتے ہین کہ جس سحر کو میرزا قلعہ مین در آیا حاجی محمد عسس کہ بابر شاہ کا منخرہ تھا
دوچار ہوا میرزا نے کہا کیونکر مین گیا اور آیا حاجی نے جواب دیا کہ اول شب کو گیا اور صبح کو آیا اور یہ بیت پڑھی **بیت** صبح امید
کہ بود معتکف پردہ غیب ۔۔ گو برون آی کہ کار شب تار آخر شد ۔۔ اور جب یہ خبر مسامع ہمایون مین پہونچی مقصد ذات

صلح کی تمہید کرکے بدخشان کی حکومت سلیمان میرزا کو اور قندھار کی امارت ہندال میرزا کو مقرر کرکے کابل کیطرف متوجہ ہوا اور ضحاک اور غوربند کے قریب کہ لشکر کامران میرزا سد راہ ہوا تھا اُسکو متفرق کرکے وہ افغانان مین آیا اور اُس مقام مین شیر افگن بیگ اور تمام لشکر میرزا نے ہجوم لا کر اعلام محاربہ بلند کیے اور اُسی جگہ شکست کھائی اور شیر افگن مقتول ہوا جنت آشیانی کابل کے قریب فرود کش ہوئے اور ہر روز آتش جنگ افروختہ ہوتی تھی اس ہنگام مین میرزا کو خبر پہونچی کہ ایک بڑا قافلہ فلان موضع مین پہونچا ہے اور اُسمین گھوڑے کثرت سے ہین میرزا شیر علی کو کہ امیر عمدہ اور شجاع بے نظیر تھا مردم جرار اور کار آزمودہ ہمراہ کرکے بھیجا کہ قافلہ کو شہر مین لادے بادشاہ یہ خبر سنتے ہی بسرعت تمام قلعہ کے نزدیک آئے اور راہ آمد و شد یکقلم مسدود فرمائی میرزا شیر علی نے بعد مراجعت حال دگرگون دیکھکر صف نبرد آراستہ کی اور رفیع شاہی سے ستیزہ نہ کرکے جدا ہو گیا اُسوقت میرزا سلیمان بدخشان سے اور میرزا الغ بیگ اور قاسم حسین سلطان اور ایک جماعت کثیر بیرم خان ترکمان سے ملازمت مین حاضر ہوئی اور قراچہ خان اور بانوس بیگ قلعہ سے بھاگ کر بادشاہ سے جا ملے میرزا نے مضطرب ہوکر بانوس بیگ کے تین فرزند کہ قلعہ مین تھے بعقوبت تمام قتل کیا اور دیوار قلعہ سے انکی نعشین پھینک دین اور قراچہ خان کے بیٹے کو فصیل کی دیوار پر استوار کیا اور قراچہ خان نے قلعہ کے قریب جاکر فریاد کی اگر میرا فرزند قتل ہوگا میرزا کامران اور عسکری میرزا بھی مقتول ہونگے میرزا جب سب طرف سے مایوس ہوا شب کو قلعہ کی دیوار مین سوراخ کرکے نکل گیا اور بادشاہ دوبارہ قلعہ پر متصرف ہوا میرزا دامن کوہ کابل مین در آیا اور ایک جماعت مردم ہزارہ نے دوچار ہوکر میرزا جو کچھ رکھتا تھا لے لیا یہانتک کہ پوشاک بھی جو پہنے تھا اتروالی اور آخر کو جب معلوم ہوا کہ یہ میرزا کامران ہے مدد کرکے اُسکے آدمیون کے پاس کہ غوربند مین تھے پہونچایا میرزا نے وہان مجال توقف اور قیام نہ پائی ناچار بلخ کی طرف راہی ہوا اور پیر محمد خان حاکم وہانکا اُسکی مدد کے واسطے سوار ہوکر غوری اور بقلان کو گیا اور میرزا کے سپرد کرکے پلٹ آیا اور میرزا جمعیت کرکے بدخشان کی تسخیر کے واسطے متوجہ ہوا میرزا سلیمان اور اُسکا بیٹا میرزا ابراہیم طاقت مقاومت نہ لاکر کولاب کی طرف روانہ ہوگئے اُسوقت قراچہ خان اور بانوس بیگ اور بعضے امرا توقعات غیر مقدور عمل مین لائے ازانجملہ قتل غازی وزیر اور نصب خواجہ قاسم بجاے اُسکے ہوا اور یہ امرا ان کے جملہ مدعیات سے بیجا تھا جو یہ بات جنت آشیانی کے پسند خاطر نہ آئی امرا سے مذکور ترک رفاقت کرکے میرزا عسکری کے ہمراہ بدخشان کی طرف راہی ہوئے جنت آشیانی بنفس نفیس انکے تعاقب مین گئے اور جب کچھ نہ پایا مراجعت کرکے فرامین بطلب میرزا ابراہیم بن میرزا سلیمان اور میرزا ہندال کے صادر فرمائے میرزا ابراہیم درگاہ کیطرف متوجہ ہوا اور علی سنقانی کو کہ امرا کی سمت سے بھاگ کر سر راہ بیٹھکر اخبار اُردوے بادشاہ کے اُنکو پہونچاتا تھا قتل کیا اور کابل مین آکر بادشاہ کی خدمت مین مشرف ہوا اور میرزا ہندال اثناے راہ مین شیر علی کو دستگیر کرکے بادشاہ کے پاس لایا اسلیے کہ کامران میرزا قراچہ خان کو کشم مین چھوڑکر خود طالقان مین گیا تھا جنت آشیانی نے ہندال میرزا اور حاجی محمد کو ہمراہ ایک جماعت کے بطور ایلچی کشم کی طرف روانہ کیا قراچہ خان نے حقیقت حال میرزا کو قلمی کی اور راستے بطور تاخت آکر کشم مین پہونچا اُسوقت کہ ہندال میرزا نے آب طالقان سے عبور کیا اور آدمی اُسکے جو متفرق تھے اُسکے پاس فراہم ہونے نہ پائے جنگ کرکے شکست دی اور اسباب میرزا ہندال کا تاراج کیا مقارن اس حال کے جنت آشیانی بر کنار آب پہونچے میرزا کامران طاقت مقاومت نہ لاکر طالقان کیطرف بھاگا اور جو کچھ تاراج مین لیگیا تھا اور جو کچھ رکھتا تھا سب تاراج مین دیا اور دو مہینے تک قلعہ طالقان مین محصور ہوا اور جب اوزبکان کی امداد سے مایوس ہوا میرزا سلیمان کے ذریعہ سے مکہ معظمہ کی رخصت طلب

کی اور آنحضرت نے قبول کیا کامران میرزا اور عسکری میرزا قلعہ سے برآمد ہو کر بقصد زیارت حرمین شریفین دس فرسخ گئے
اور جو گمان رکھتے تھے کہ وہ حضرت ایک فوج بتعاقب اُنکے بھیجینگے اور آنحضرت نے نہ بھیجی اس سبب سے نہایت شرمندہ
ہو کر بہ نیت ملازمت پلٹ آئے اور جنت آشیانی نے اکثر میرزایون کو اُنکے استقبال کو بھیجکر نہایت مہربانی مبذول فرمائی اور
کولاب کی جاگیر انھین دیکر جاگیر کی طرف رخصت کیا اور حضرت معاودت کر کے کابل مین تشریف لائے اور فتح نامہ کے
حاشیہ پر جو کہ بیرم خان ترکمان کے پاس قندھار بھیجا تھا یہ تین کہ اُس شاہ جم جاہ کی طبع زاد ہین اپنے خط فیض نمط سے
قلمی کین قطعہ باز نقشے رغیب روے نمود ✤ کہ بدوستان از و بکشود ✤ شکر للہ کہ باز شاد انیم ✤ بر رخ یار و دوست خندانیم ✤
دشمنان را بکام دل دیدیم ✤ میوہ باغ فتح را چیدیم ✤ روز نوروز بیرم ست امروز ✤ دل احباب بیغم ست امروز ✤ شاد باد اہمیشہ
خاطر یار ✤ غم نگرد دیگر دیار و دیار ✤ ہمہ اسباب عیش آمادست ✤ دل بفکر وصالت افتادست ✤ کہ جمال حبیب کے
بنیم ✤ گل زباغ وصال کے چینیم ✤ گوش خرم شود ز گفتارت ✤ دیدہ روشن شود ز دیدارت ✤ در حریم حضور
شاد باہم ✤ بنشینیم خرم و بینیم ✤ بعد ازان فکر کار ہند کنیم ✤ عزم تسخیر ملک سند کنیم ✤ ہر در بستہ کشادہ شود ✤ ہر چہ خواہم
ازان زیادہ شود ✤ آنچہ خواہیم از زمان و زمین ✤ گوید آمین چو جبرئیل امین ✤ یا الٰہی میسرم گردان ✤ دو جہان ترا بکام گردان ✤
اور یہ رباعی بھی بدیہۃً لکھکر اُسکے حاشیہ پر ترقیم فرمائی **رباعی** اے آنکہ انیس خاطر محزونی ✤ چون طبع لطیف خویشتن موزونی ✤
بے یاد تو نیستم زمانے ہرگز ✤ آیا تو بیاد من محزون چونی ✤ اور بیرم خان ترکمان نے بھی درجواب یہ رباعی موزون کر کے
تحریر کی **رباعی** اے آنکہ بذات سایۂ بیچونی ✤ از ہر چہ ترا وصف کنم افزونی ✤ چون میدانی کہ بے تو چون میگذرد ✤ چون
میپرسی کہ در فراق چونی ✤ اور جو بیرم خان ترکمان سے اوزبک کو قسم قسم کی تشویش و تکلیف پہونچی تھی سنہ ۹۵۶ نو سو چھپن ہجری مین بقصد
انتقام باتفاق ہندال میرزا اور سلیمان میرزا بلخ کی طرف روانہ ہوا کامران میرزا اور عسکری میرزا پھر مخالفت کر کے ملازمت کے
واسطے نہ آئے اور باوصف اُسکے دغدغہ وہ تھا کہ میرزا کامران کابل مین جا کر فساد برپا کریگا بادشاہ فتح عزیمت لشکر کو بلخ کے اطراف
مین رونق افزا ہوئے شاہ محمد سلطان اوزبک تین ہزار سوار سے مقابلہ کے واسطے آیا اور مقابلہ کر کے قائمی سے جدا ہوا اور دوسرے
دن پیر محمد خان اور عبد العزیز خان ولد عبد اللہ خان اور سلاطین حصار کہ کمک کے واسطے آئے تھے تیس ہزار سوار سے بادشاہ
کی جنگ مین متوجہ ہوئے سلیمان میرزا اور ہندال میرزا اور حاجی محمد سلطان ہراول نے انھین شکست دی اور پیر محمد خان اوزبک
اور ہمراہی اُسکے یہ حال مشاہدہ کر کے وقت غروب آفتاب شہر مین در آئے اور لشکر چغتائی کامران میرزا کے نہ آنے سے اپنے
اہل وعیال کے متفکر اور دل نگران تھا اور اُس رات کو کہ صبح اُسکے سپاہگری کے حساب سے بلخ البتہ مفتوح ہوتا فراہم ہو کر عرض
اقدس مین پہونچایا کہ جو بیابان بلخ سے عبور کرنا مناسب نہین ہے صلاح اُسمین ہے کہ درہ گز کی طرف جا کر اردو کیواسطے ایک جگہ محکم
معین کرین اور مردم بلخ کو تسلی اور دلاسا کر کے بے جنگ تصرف مین لاوین اور حب مبالغہ حد سے گزر انا چار جنت آشیانی
نے کوچ کیا اور جو درہ گز کابل کیطرف ہے اور دوست و دشمن کہ مشورہ سے آگاہ نہ تھے تصور مراجعت کر کے بسرعت تمام کابل
روانہ ہوئے اور اوزبکون نے دلیر ہو کر بہیئت مجموعی تعاقب کیا اور سلیمان میرزا اور حسن قلی سلطان کو کہ محافظت کیواسطے لشکر
مغل کے عقب مقرر تھے زیر کر کے فوج بادشاہی کے قریب پہونچے آنحضرت نے برگشتہ ہو کر بنفس نفیس ایک شخص کو کہ جو سب
سے آگے جاتا تھا بزخم نیزہ خانۂ زین سے جدا کیا اور میرزا ہندال اور تردی بیگ اور تولک خان قوچین نے بھی شجاعت
مین تقصیر نکی لیکن جو لشکر چغتائی متفرق ہوا تھا کچھ تدبیر نہ بن پڑی اور کام ہوش نگیا بادشاہ نے بالکل کابل کیطرف معطوف فرمائی لیکن مرزا

کامران کے درپے دفع ہوکر علی بیگ کو جو میرزا کے ملازمان عمدہ سے تھا مقام مخالفت مین گیا اور سلیمان میرزا اور ہندال میرزا کو بھی کشم اور قندھار سے اُسکے سر پر تعین کیا اور میرزا نے سامان بادشاہی جمع کرکے چاہا کہ ضحاک اور بامیان اور ہزارہ کے راستہ سے سند کی طرف روانہ ہون بادشاہ نے ایک جماعت کو اُسکے سر راہ بھیجا قراچہ خان اور قاسم حسین وغیرہ نے کہ پھر آنحضرت کے پاس حاضر ہوئے تھے میرزا کو مخفی پیغام کیا کہ لشکر عمدہ ضحاک اور بامیان کی طرف روانہ ہوا ہی تمہین لازم ہی کہ کوتل قبچاق کے راستہ سے اس طرف متوجہ ہو اور ہمین بھی اپنا شریک اور ہواخواہ سمجھو وہ اُنکے کہنے سے بامیان کا راستہ چھوڑکر قبچاق مین آیا بادشاہ وہان گیا اور قراچہ خان اور دیگر رفیق حضرت کے جنگ کے وقت میرزا کے شریک ہوئے اور بادشاہ نے لشکر قلیل سے پاے ثبات زمین کین مین گاڑکر جنگ عظیم کی اور میر محمد اختہ اور احمد ولد میرزا قلی مارے گئے اور وہ حضرت کہ اس معرکہ مین تھے مباشر قتال ہوئے تھے زخم شمشیر فرق مبارک پر پہونچا اور گھوڑا بھی زخمی ہوا پھر آپ نے ضرب نیزہ سے اعدا کو اپنے پاس سے دفع کیا اور ضحاک اور بامیان کی طرف متوجہ ہوگئے اور میرزا دوبارہ کابل پر متصرف اور کامران ہوا اور جنت آشیانی بدخشان کی طرف رونق افزا ہوئے اور جو اہل قافلہ کہ اسپ بیشمار اور متاع وافر رکھتا تھا گھوڑے اور اسباب بطریق مساعدت لشکر مین تقسیم کیے شاہ بداغ اور تولک خان قوچین اور مجنون خان اور ایک جماعت کہ مجموع دس نفر ہوتے تھے خبر گیری کے واسطے کابل کی طرف بھیجے اور تولک خان کے سوا کوئی پلٹ کر نہ آیا آنحضرت نے ملازمان قدیم کی بیوفائی سے تعجب کیا اور جو سلیمان میرزا اور ابراہیم میرزا اور ہندال میرزا مع افواج آئے اور چار دن کے بعد کابل کیطرف متوجہ ہوگئے اور میرزا نے استقبال کرکے آب پنجہر کے کنارے تنور جنگ گرم کیا اور منہزم ہوکر بال اپنے سر اور داڑھی کے ترشواکر لباس قلندرانہ مین کوہ ہندوکش کے دامن اور لمغان مین پہونچا اور ہنگام فرار میرزا عسکری گرفتار ہوا اور قراچہ خان قتل ہوا جنت آشیانی مظفر و منصور کابل مین تشریف لائے اور ایک سال عیش و عشرت مین بسر کیا اور دوسری مرتبہ جب سیاہیان واقعہ طلب نے میرزا کے پاس جاکر ہجوم کیا اور جمعیت اُسکی تعداد ایک ہزار اور پانسو کے پہونچی اور حاجی محمد خان اور بابا قشقہ بھی بے رخصت غزنین گئے آنحضرت نے سامان جنگ درست کرکے میرزا کے سر پر چڑھائی کی وہ ہمراہ افغانان مہمند اور خلیل اور داودزئی اور ملکان لمغانات نیلاب کی طرف بھاگا بادشاہ نے کابل مین نزول فرمایا اور میرزا نے پھر افغانان کے درمیان آکر دروازہ فساد کا وا کیا جنت آشیانی نے دوبارہ اُسکے سر پر جاکر بیرم خان ترکمان کو لکھا کہ غزنین مین آکر علاج حاجی محمد خان کا کرو اور حاجی محمد خان نے میرزا کو پیغام کیا کہ آپ جلد غزنین مین آئیے کہ بندہ مطیع و فرمان بردار ہی میرزا کہ لمغان سے پشاور مین بھاگا تھا بنگش اور کردیز کے راستہ سے غزنین کی سمت روانہ ہوا لیکن بیرم خان ترکمان اُسکے پہونچنے سے پیشتر غزنین مین داخل ہوا حاجی محمد خان کو بملایمت تمام کابل لیگیا تھا میرزا نا چار پشاور مین گیا اور جنت آشیانی نے کابل مین معاودت فرمائی حاجی محمد خان نے دوبارہ غزنین کیطرف مفرور ہوا اور بیرم خان پھر غزنین جاکر اُسے بہ دلاسا کابل مین لایا اُسوقت مرزا عسکری کو کہ برادر عینی میرزا کامران کا تھا میرزا سلیمان کے پاس بھیجا کہ بلخ کے راستہ سے مکہ معظمہ کیطرف روانہ ہووے عسکری میرزا دمشق اور شام اور مدینہ منورہ کے مابین ہی سنہ ۹۶۱ نوسو اکسٹھ ہجری مین فوت ہوا اور اُسکی ایک بیٹی تھی جسکو جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے یوسف خان مشہدی کے عقد مین دیا اور کامران میرزا ہوس سلطنت اور طمع شاہی مین افغانون کے درمیان لشکر کے فراہم لانے مین مقید تھا جنت آشیانی نے اول حاجی محمد خان کو جو بانی شر اور خمیر مایہ فساد تھا اول اُسے تیغ سیاست سے قتل کیا اُسکے بعد میرزا کی تادیب کے واسطے متوجہ ہوا اور خیبر کے نواح مین میرزا مع افغانان بسیار اردو سے بادشاہ پر

ذیقعدہ کی اکیسوین شب ۹۵۸ھ نوسو اٹھاون ہجری مین شبخون لایا اور ہندال میرزا شہد شہادت چکھکر روضہ رضوانکو سدھارا
اور جب میرزاے ناسعادت مند کو بھائی کے شہید ہونے کی خبر پہونچی کارزار کردہ پلٹ کر افغانون کے پاس آیا جنت آشیانی نے
رقیہ سلطان بیگم دختر میرزا کو مع خیل وحشم ہندال میرزا شہزادہ جلال الدین محمد اکبر کو ارزانی فرمائی اور غزنین بھی اُسکی جاگیر مین مقرر کیا اور
خود افغانون کے مسکنون پر تاخت لایا اور اس مرتبہ بکثرت تمام الوس مہمند اور خلیل کو قتل و تاراج و نہایت خوار و ذلیل
کیا افغانون نے جب دیکھا کہ نقصان اور خرابی کے سوا حاصل کچھ نہین ہے میرزا کی رفاقت سے دست بردار ہوئے اور وہ
ہند مین جاکر سلیم شاہ کے پاس التجا لیگئے اور سلیم شاہ نے بدسلوکی سے جب ارادہ آنکے حبس کا کیا بھاگ کر راجہ نگرکوٹ کے
پاس پناہ لیگئے اور سلیم شاہ جو میرزا کو صاحب داعیہ جانتا تھا اُسکے پیچھے ۹۶۰ھ نوسو ساٹھ ہجری مین راجہ ہاے پنجاب کے سر پر
روانہ ہوا اور میرزا ہراسان ہوکر نگرکوٹ سے سلطان آدم گکر کے پاس گیا اتفاقاً انھین دنون جو میرزا حیدر دوغلات نے زمینداران
کشمیر کی سرکشی سے شکایت اور التماس قدوم میمنت لزوم کی تھی جنت آشیانی نیلاب سے عبور کرکے ہند مین داخل ہوئے
سلطان آدم نے اندیشہ کرکے میرزا کی محافظت کی اور حقیقت درگاہ مین لکھی جیسا کہ شمس خان حکم کے موافق سلطان آدم کے پاس
جاکر میرزا کو لایا اُسکے بعد الوس چغتائی نے کہ میرزا کے نفاق اور جنگ و جدل سے نہایت آزردہ تھے معروض رکھا کہ ہماری
عزت و ناموس کی بقا میرزا کامران کی فنا پر منحصر ہے بادشاہ کمال مروت اور رحم دلی سے اُسکے قتل پر راضی نہوا اُمرا کی تسکین کیواسطے
اُسکی آنکھ مین سیل پھیرنے کی رضا دی اور محمد مومن فرنجودی نے یہ مصرع اسکا مادہ تاریخ کیا مصرع چشم پوشید زبیداد شہر ۔ اور جب
جنت آشیانی میرزا کے دیکھنے کو تشریف لیگئے میرزا نے چند قدم استقبال کرکے یہ قطعہ سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ کا پڑھا قطعہ
زقدر و شوکت سلطان نگشت چیزے کم ۔ ز التفات بغربت سراے دہقانے ۔ کلاہ گوشہ دہقان بآفتاب رسید ۔ کہ سایہ
بر سرش انگند چو تو سلطانے ۔ جنت آشیانی پر گریہ نے اسقدر غلبہ کیا کہ مجال تکلم نرہی آٹھے اور افسوس بہت کیا اور میرزا حج کی
اجازت لیکر سندھ کے راستہ سے مکہ معظمہ کیطرف روانہ ہوئے اپنی زوجہ کو کہ دختر میرزا شاہ حسین ارغون کی تھی اپنے ہمراہ لیگیا اور تین
حج کرکے ۹۶۴ھ نوسو چوسٹھ ہجری مین اُس مقام مشرفہ مین انتقال کیا اور معلی مکی مین مدفون ہوا اہان سعدی کی نظم گنج بقا نیست
درین خاکدان ۔ منزل وفا نیست درین استخوان ۔ جملہ جہان خواہ کہن خواہ نو ۔ چون گذرانست نیرزد بجو ۔ اور میرزا
کامران کی تین بیٹیان تھین اور ایک بیٹا موسوم بہ ابوالقاسم میرزا تھا اور جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے اُس کو
۹۶۴ھ نوسو چوسٹھ ہجری مین قلعہ گوالیار مین قید کیا اور جسوقت خان زمان کے سر پر جاتا تھا اُسکے قتل کا اشارہ کیا اور
ابوالقاسم میرزا نے قتل کے وقت یہ بیت کہ طبعزاد اُسکی تھی پڑھی بیت فلک بکشتن من اینقدر شتاب مکن ۔ چو خواہم از تمت
مرو اضطراب مکن ۔ قصہ کوتاہ کامران میرزا کی بیٹی میرزا ابراہیم حسین بن سلطان محمد کے عقد مین تھی اور اُس سے ایک لڑکا
موسوم بہ مظفر حسین متولد ہوا اور دوسری بیٹی میرزا عبدالرحمن مغل کے عقد مین اور تیسری شاہ فخرالدین مشہدی رضوی
کے حبالہ نکاح مین تھی القصہ جب بادشاہ کو کامران میرزا کے فساد سے دلجمعی حاصل ہوئی اولوالعزمی سے چاہا کہ کشمیر کو
بھی حوزۂ تصرف مین درلاوے اور سلیم شاہ جب پنجاب مین پہونچا تھا امراے چغتائی نے اُس تجویز کے خلاف یکزبان
ہوکر عرض کیا قبلۂ عالم و عالمیان جب ہم کشمیر مین درآمد ہونگے تمام افغان راہ برامد مسدود کرینگے اُسوقت کار دشوار ہوگا
بادشاہ نے یہ بات قبول نفرمائی کشمیر کی طرف روانہ ہوئے اور تمام امرا ناخوش طبعانہ ہمراہی نکرکے کابل کی اطراف مین جمع
ہوئے جنت آشیانی نے ناچار ہوکر اشہب عزیمت کی باگ کابل کیطرف موڑی اور نیلاب سے عبور کرکے قلعہ بکرام تعمیر فرمایا اور سکندر خان

اوزبک کے سپرد کرکے کابل مین تشریف لیگئے اور شہزادہ جلال الدین محمد اکبر کو خواجہ جلال الدین محمود وزیر کے ہمراہ غزنین کی رخصت مرحمت فرمائی اور سنہ نوسو اکسٹھ ہجری مین شہزادہ محمد حکیم میرزا بلدۂ کابل مین متولد ہوا احوال اُسکا جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے وقائع کے ذیل مین آویگا اور اس سال جنت آشیانی کی طبیعت فیض طویت مفسدون کی تہمت اور افترا کے باعث بیرم خان ترکمان سے منحرف ہوئی اس لحاظ سے کہ مبادا مذہب کے اتحاد کے سبب قزلباش کیطرف مائل ہووے عزیمت یورش قندھار کرکے غزنین کے راستہ سے وہان گیا بیرم خان ترکمان جو اس تہمت سے بری تھا اور اس معاملہ سے ہرگز آگاہی نرکھتا تھا آنحضرت کی خبر توجہ سنکر پانچ چھ آدمی مخصوص سے استقبال کرکے سعادت ملازمت حاصل کی اور پیشکش خوب اور تحف مرغوب نذر کیے اور جب آنحضرت پر ثابت اور تحقق ہوا کہ دشمنون نے جو کچھ اسکی نسبت عرض کیا تھا محض تہمت اور افترا ہی اسواسطے دلجوئی بیرم خان کی فرمائی اور دو مہینے کابل قندھار مین عیش و عشرت مین مشغول رہے اور ارباب عرض کو بھی سرزنش اور ملامت کی اور بیرم خان کے حال پر گوناگون نوازش اور قسم قسم کے الطاف مبذول فرمائے اور بیرم خان ترکمان نے عرض کی کہ قندھار کی حکومت منعم خان یا دوسرے کی تفویض کرکے اُسے بھی ملازم رکاب کرین یہ عرض عرض قبول مین نہ آئی لیکن رخصت کے وقت اُس خان ذیشان کو حسب التماس بہادر خان برادر علیخان سیستانی زمین داور کی جاگیر عنایت فرمائی اور اُسے اُسطرف روانہ کرکے خود کابل مین تشریف لائے پس اُسوقت مین بعضے مردم دہلی اور آگرہ کی عرضیان ملاحظہ مین گذرین کہ سلیم شاہ درمیان سے گیا اور ملوک و خوانین و افغان آپسمین طریق عناد و فساد ناپتے ہین اور تیغ خلاف غلاف سے کھینچکر وقت بیوقت آپسمین خونریزی کرتے ہین اور اب وہ وقت آیا ہی کہ حضرت ملک موروثی کیطرف متوجہ ہوکر تصرف مین لاوین بادشاہ کو جو سامان لشکر کشی ہندوستان مہیا نہ تھا متردد ہوئے اور ایک دن سیر و شکار کیواسطے سوار ہوئے تھے جو منہ سے فرمایا کہ مین سفر ہندوستان کیواسطے شگون لیتا ہون کہ اگر تین آدمی بہم نظر آوین انکے نام استفسار کرکے مین فال نیک اختیار کرون فی الجملہ اول جو شخص سامنے آیا اُسکا نام پوچھا اُسنے عرض کی کہ میرا نام دولت خواجہ ہی تھوڑی دور اور گئے ایک دہقانی نظر آیا بعد سوال اُسنے کہا کہ مجھے مراد خواجہ کہتے ہین اسصورت مین آنحضرت نے ارشاد کیا کہ کیا خوب ہووے کہ تیسرا شخص سعادت خواجہ نام رکھتا ہو اتفاقات حسنہ سے جب چند قدم اور قدم رنجہ فرمایا ایک شخص اُسی اسم کا موجود ہوا جنت آشیانی اس بشارت خوش آثار سے نہایت خوشوقت اور محظوظ ہوئے اور باوجود اسکے کہ پندرہ ہزار سوار سے زیادہ نرکھتے تھے اور افغانون کا لشکر لاکھ سوار رکھتا تھا اور دو لاکھ بھی نشان دیتے تھے اس حال سے بہ سفر ہندوستان عازم ہوئے اور شہزادہ محمد حکیم میرزا کو منعم خان کی آتالیقی مین کابل مین چھوڑا اور خود بدولت و سعادت پاے مبارک رکاب مراد مین رکھکر صفر کے مہینے سنہ ۹۶۲ نوسو باسٹھ ہجری مین روانہ ہوئے اور بیرم خان ترکمان نے فرمان قضا جریان کے موافق مع بہادران اور تہمتنان جنگ دیدہ کے کہ اُسکے آبا اور اجداد کے نوکر تھے بہ شوکت تمام سعادت ملازمت حاصل کی جنت آشیانی نے نیلاب سے عبور کرکے بیرم خان ترکمان کو منصب سپہ سالاری کا عنایت فرمایا اور خضر خواجہ خان اور تردی بیگ خان اور سکندر سلطان اور علی قلیخان سیستانی اور دوسرے سردارون کو اُسکے ہمراہ کرکے بطور مقدمہ پیشتر روانہ کیا تاتار خان افغان حاکم قلعہ رہتاس کہ وہ قلعہ شیر شاہ افغان کا بنا کیا ہوا ہی طاقت مقاومت اپنے مین نہ دیکھکر دہلی کیطرف بھاگا اور جنت آشیانی کوچ متواترہ سے لاہور آئے اور اُمراے افغان جو اُسکی محافظت مین قیام کرتے تھے بلا جنگ بھاگے اور جنت آشیانی بہ فراغت شہر مین داخل ہوتے اور بیرم خان ترکمان امراے نقلانی کے ہمراہ سرہند گیا اُس حدود کو بھی بے تحریک

سیف و سنان کے کسی کی نکسیر بھی نہ پھوٹی متصرف ہوا اور اُس نواح کے زمیندار اور رعایا نے جادۂ اطاعت مین قدم رکھا
اور جب خبر پہونچی کہ ایک گروہ شہباز خان اور نصیر خان کی سرداری مین دیپالپور مین فراہم ہو کر فساد کا ارادہ رکھتا ہے جنت آشیانی
نے شاہ ابو المعالی کو کہ سادات ترمذ سے تھا اور فرزندی کے خطاب سے نوازش پائی تھی باتفاق علی قلیخان سیستانی کو
اُنکے دفع کے واسطے مامور کیا اور وہ جماعت افغانون سے حرب کر کے متفرق اور پریشان ہوئی اور سازوسلب اور اہل
و عیال کو اُنکی غارت کر کے مراجعت کی سکندر شاہ نے تاتار خان اور ہیبت خان افغان کو مع تیس ہزار سوار لشکر چغتائی کی
جنگ کے واسطے نہایت قوت اور سامان سے مقرر کیا اور بیرم خان ترکمان دشمن کی کثرت سے اندیشہ نکر کے جنگ پر
آمادہ ہوا اور آب ستلج سے عبور کر کے اُنکے سر پر روانہ ہوا اور غروب آفتاب کے وقت آب بچوارہ کے ساحل پر اردوے خصم
کے مقابل نزول کیا اور چونکہ موسم زمستان تھا افغانان آگ اپنے خیمون کے آگے روشن کر کے لوازم بیداری مین مشغول ہوئے بیرم خان
ترکمان اس حال سے خبردار ہو کر خوشحال ہوا اور بدون اُسکے کہ کوئی شخص اُسے خبر کرے ایک ہزار سوار اپنے ملازمان خاص سے
لیکر اردوے مخالف کے کنارے گیا اور افغانونکو کہ آگ کی روشنی سے نمودار تھے ہدف تیر کر کے شور اور ولولہ اُنکے درمیان ڈالا اور
افغان کہ قلت عقل کی صفت مین موصوف ہین روشنی کی زیادتی مین کوشش کی اور تمام لکڑیان و علف کا اُردو مین تھا ایکبارگی
روشن کیا اس حرکت سے مغل دیکھی خوشوقت ہوے اور تیراندازی مین تقصیر نکی اس حال مین علی قلی سیستانی اور چند سوار دیگر واقف ہو کر
بتعجیل تمام بیرم خان کے پاس حاضر ہوئے اور ہر طرف سے تیرباران شروع کیا افغان بیتاب ہو کر جنگ کے بہانہ سوار ہوئے
اور جب اردو سے باہر آئے دہلی کا راستہ لیکر متفرق ہوئے تاتارخان اور ہیبت خان افغان نے ایکساعت توقف کیا جب اپنی
سپاہ مین نہایت تفرقہ دیکھا اُنھون نے بھی ہاتھی اور گھوڑے اور اسباب چھوڑ کر راہ فرار لی مغل افغانون کا سازوسلب
تاراج کر کے مسرور اور معمور ہوئے بیرم خان نے فیلون کو جنت آشیانی کے حضور لاہور مین بھیجا اور خود ماچیواڑہ مین قیام کیا اور امراے
چغتائی کو پیشتر روانہ کیا وہ دہلی کے اطراف تک تاخت کر کے بہت پرگنون پر متصرف ہوئے اور وہ حضرت نے اس فتح سے محظوظ ہو کر
بیرم خان ترکمان کو خانخانان کے خطاب اور یار وفادار و ہمدم غمگسار کے القاب سے سرفراز فرمایا اور اُسکے نوکرون کی اسامی کیا
وضیع و شریف سے کیا ترک اور تاجیک سے اور کیا سقہ اور فراش سے کیا باورچی اور ساربان سے سب کو دفتر بادشاہی
مین ثبت کر کے پایۂ شرف پر پہونچایا اور کچھ آئین سے خان اور سلطان ہو کر نامداران جہان بنے ہوئے سکندر شاہ بعد
شکست تاتار خان اور ہیبت خان افغان موافقت کے بارہ مین امراے افغانان سے قسم لیکر مع اسی ہزار سوار اور توپ
بسیار اور فیلان جنگی اور نامی عزم رزم مین پنجاب کیطرف متوجہ ہوا بیرم خان ترکمان نے نوشہرہ مین جاکر نوشہرہ کو مضبوط
کیا اور جب سکندر شاہ نوشہرہ کے ظاہر مین تھوڑے فاصلہ پر فرودکش ہوا بیرم خان نے عریضہ لاہور بھیجکر استدعاے قدوم
میمنت لزوم کی اور آنحضرت رایات اجلال متحرک کر کے نوشہرہ مین تشریف لائے اور قلعہ مین بیٹھکر چند روز طرفین سے
عاشقان جنگ اور طالبان نام و ننگ نے میدان جانستان مین پیشقدمی کر کے داد مردی اور مردانگی کی دی آخر بتاریخ
سلخ ماہ رجب سنہ مذکور مین کہ نوبت قراولی شاہزادہ جلال الدین محمد اکبر کی تھی افغانون نے صفوف حرب آراستہ کر کے
جنگ بادشاہی کے درپے ہوئے اور سپاہ چغتائی تمام قتال پر مستعد ہو کر شاہزادہ کی ملازمت مین حاضر ہوئے ایک طرف
بیرم خان ترکمان مع اعوان و اتباع اور دوسری طرف سکندر خان و عبداللہ خان اوزبک اور شاہ ابو المعالی و علی قلیخان
سیستانی اور بہادر خان اور تردی بیگ خان بقاعدہ چنگیزی حملہ آور ہوئے اور لوازم شجاعت اور مردانگی اور مافوق طاقت بشری

نھور مین پہونچا ئے توفیق الٰہی سے افغان منہزم ہوکے اور سکندر شاہ کوہستان سوالک کیطرف بھاگا اور جنت آشیانی کے
حکم کے موافق سکندر خان اوزبک اور دوسرے خوانین دہلی اور آگرہ مین جاکر متصرف ہوئے جنت آشیانی نے ابو المعالی کو
پنجاب کی حکومت دیکر سکندر شاہ کے دفع کیواسطے مامور کیا اور خود بدولت واقبال رمضان کے مہینے مین دہلی مین تشریف لائے
اور ملک ملک بخش کی توفیق سے دوبارہ مملکت ہند پر کفال چتر ہفت کشور ہی فرمانروا ہوئے بیرم خان ترکمان کو جاگیر اور عنایات خسروانہ
سے ممتاز کرکے نہایت نوازش فرمائی اور تردی بیگ خان کو دہلی کا حاکم کیا اور سکندر خان اوزبک نے آگرہ کی حکومت پائی
اور علی قلیخان سیستانی سنبھل اور میرٹھ کی سند امارت پاکر اسطرف روانہ ہوا اور بیرم خان نے یہ رباعی اس فتح کی تاریخ مین
کی **رباعی** منشی خرد طالع میمون طلبید ۔ انشا سخن ز طبع موزون طلبید ۔ تحریر چو کرد فتح ہندوستان را ۔ تاریخ ز شمشیر ہمایون طلبید
اور حالانکہ شاہ ابو المعالی امرائے کلک کے ساتھ رعایت اور سلوک نکرتا تھا سکندر شاہ روز بروز قوی تر ہوتا تھا جنت آشیانی
نے بیرم خان کو شہزادہ جلال الدین محمد اکبر کا اتالیق کرکے اس والاگہر کی ملازمت مین سکندر شاہ کی دفع کے واسطے روانہ فرمایا
اُن دنون مین ایک شخص مشہور بقنبر دیوانہ نے سنبھل مین خروج کیا اور دوآب کے درمیان مین تاراج اور غارت شروع کی اور
علی قلیخان سیستانی نے اسکے سر پر پہونچکر ربیع الاول کی پانچوین تاریخ سنہ ۹۶۳ نوسو تریسٹھ ہجری مین اسکا سر بادشاہ کی درگاہ
مین بھیجا اور اسی مہینے کی ساتوین تاریخ وقت غروب آفتاب جنت آشیانی کتب خانہ کے کوٹھے پر برآمد ہوکر ایک لحظہ بیٹھے کہ ناگاہ
مغرب کی نماز کا وقت آیا اور مؤذن نے اذان شروع کی وہ حضرت تعظیم اور جواب بانگ نماز کیواسطے دوسرے زینہ پر بیٹھے
اور برخاست کے وقت عصا پر تکیہ کرکے چاہا کہ ایستادہ ہون عصا لغزش کھا کر بغل سے نکل گیا اور بادشاہ نردبان سے جدا
ہوکر زمین پر آئے اور بیہوش ہوگئے اعیان سلطنت اور ارکان مملکت حضرت کی حالت دیکھکر سراسیمہ ہوئے اور
آنحضرت کو دولتخانہ مین لیگئے بعد ایک لحظہ کے حضرت کو افاقہ ہوا اور بات چیت کی اور اطبا معالجہ مین مشغول ہوئے لیکن
سودمند نہ آیا گیارہوین تاریخ ماہ مذکور کو کہ وقت غروب آفتاب تھا ہماے روح پر فتوح اقدس داعلیٰ آشیان قدس کیطرف پرواز
کر گیا اور یہ مصرعہ تاریخ اس واقعہ ہائلہ کا ہے مصرع ہمایون بادشاہ از بام افتاد ۔ اور نئی دہلی مین دریائے جون کے کنارے مدفون ہوئے
اور سنہ ۹۷۳ نوسو تہتر ہجری مین گنبد سایہ آپکے مزار کا تیار ہوا مدت سلطنت اسکی ہندوستان اور کابل مین پچیس برس تھی
اور سن شریف انکا اکاون برس کا تھا یہ بادشاہ نہایت شجاع تھا اور سخاوت اور مروت مین بے نظیر اور علم ریاضی مین
علم مہارت بلند رکھتے علما اور فضلا سے صحبت رکھتا تھا اور ہر وقت اسکی مجلس مین مسائل علمی کا مذکور ہوتا تھا اور ہمیشہ
باوضو رہتا تھا اور بے وضو خدا کا نام زبان پر نہ لاتا تھا جیسا کہ ایک دن میر عبدالحی صدر کو عبدل خطاب کرکے اپنے
روبرو طلب کیا اور جب وضو کیا میر سے معذرت کرکے فرمایا کہ اسوقت مین وضو نرکھتا تھا اور حی خدا کا نام ہے اسواسطے
مین نے تمہارا نام تمام نہین لیا اور علاوہ اسکے خوش قامت اور گندم رنگ تھے اور مذہب حنفی رکھتے تھے لیکن مرزا
کامران اور بعضے امرائے جغتائی آنحضرت کو شیعہ مذہب مین جانتے تھے اسکا سبب یہ تھا کہ عہد طفلی اور شاہزادگی
سے اہل عراق اور خراسان کی ایک جماعت کہ اہل بیت سے محبت رکھتی تھی اسکے پاس جمع ہوئی تھی اور انکے حال پر
رعایت مبذول رہتی تھی اور بیرم خان ترکمان کہ آنحضرت کا مصاحب اور ہمدم تھا مذہب امامیہ رکھتا تھا اور جسوقت
کہ سریر سلطنت پر جلوہ گر ہوکر بادشاہ ہوئے بہت قزلباش اور اہل عراق نے تربیت کرکے بزرگ کیا اور کہتے ہین کہ کامران مرزا
آنحضرت سے مذہب کے بارہ مین ہمیشہ ہمزبانی کرتا تھا جسوقت کہ شیر شاہ کے صدمہ سے تمام لاہور مین جمع ہوئے تھے

ایک دن دونون بھائی سوار کسی طرف جاتے تھے ایک کتا نظر پڑا کہ پانون اٹھا کر ایک قبر پر پیشاب کرتا تھا میرزا نے کہا ایسا معلوم ہوتا ہی کہ اس قبر کا صاحب رافضی ہی بادشاہ نے کہا ہان ایسا ظاہر ہوتا تھا کہ کتا بھی سنی ہو چنانچہ اسطرح کی ظرافت بھائیون کے درمیان اکثر ہوا کرتی تھی لیکن حقیقت یہ ہی کہ ایسے کلمات کامران میرزا کے ضد اور بیرم خان ترکمان کی خوشی اور دوسرے ارباب دخل کیواسطے سرزد ہوئے تھے اور آنحضرت کا مذہب البتہ حنفی تھا بلکہ دیوان اور شعر آنحضرت کے جستہ جستہ نظر آتے ہین اور یہ ابیات بھی آنحضین کے طبعزاد ہین **نظم** گذشت از دل سرگشتہ ناوک ستمش ٭ بماند زرین دل وادہ لذت المش ٭ بقصد کشتن عشاق گر کند میلے ٭ عجب نباشد از اخلاص و شیوہ کرمش ٭ کراست زہرہ قرب حریم حرمت او ٭ کہ جبرئیل امین نیست محرم حرمش ٭ اگر بہ پرسش عشاق می بہند قدمے ٭ ہزار جان گرامی فدائے ہر قدمش ٭ ولہ خوش آنکہ باخیالت عمر نشستہ بودم ٭ ز فسوق سرو قامت از جائے جستہ بودم ٭ علیم مکن کہ گفتم موے ترا پریشان ٭ و ز شرح جعد زلفت چون دل شکستہ بودم ٭ ز شرح غنچہ او ہرگز نگفتہ حرفے ٭ لب را در ان حکایت پیوستہ بستہ بودم ٭ خفا کہ چون ہمایون در حال وصل نجود ٭ یاد دست در حکایت از خویش رستہ بودم ٭ ولہ داغ عشق تو بر جبین منست ٭ خاتم لعل تو نگین منست ٭ تا نشستم چو خاک بر در تو ٭ پشت بام فلک زمین منست ٭ ہر کجا شہر و شہریار ے بود ٭ این زمان بندہ کمین منست ٭ خط مشکین بصفحہ گلفام ٭ آیت رحمت مبین منست ٭ ولہ من اشک روان چو گنج قارون دارم ٭ گلگونہ در درون کیسہ زافیون دارم ٭ **ذکر بادشاہ جمجاہ ابوالمظفر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی کی سلطنت کا** - شیخ ابوالفضل شیخ فیضی کے بھائی نے اس بادشاہ عالی جاہ کا جزوی اور کلی قضایا اکبر نامہ مین کہ ایک لاکھ اور ہزار بیت کے قریب ہی ثبت کیا اور مؤلف ان اوراق کا محمد قاسم فرشتہ کہ در پی اختصار ہی خلاصہ اسکا اس کتاب مین مندرج کرتا ہی لو لکھتا ہی جسوقت نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کتب خانہ کے کوٹھے سے گر کر شدت ضعف مین گرفتار ہوا ارکان دولت اور اعیان حضرت نے شیخ جولی کو کہ معتمدان درگاہ سے تھا اُس حالت کی خبر پہونچانے کیواسطے بذریعہ ڈاک پنجاب کی طرف روانہ کیا اور اُسنے کلانور مین پہونچکر شاہزادہ والا گہر کی نقد ملازمت حاصل کرکے قضیہ سانحہ کا معروض کیا اور اسکے بعد جب خبر رحلت پہونچی مراسم لوازم تعزیت بجا لائے اور آپسمین اتفاق کرکے ماہ ربیع الثانی کی دوسری تاریخ ۹۶۳ھ نوسو تریسٹھ ہجری مین شہزادہ جلال الدین محمد اکبر کو کہ تیرہ برس اور نو مہینے اسکی عمر سے گذرے تھے کلانور مین تخت فرماندہی پر اجلاس کروایا **قطعہ** گل امید شگفت و وزید باد مراد ٭ مراد خلق خدا آنچنانکہ باید داد ٭ ز دست فتنہ دوران جہان بشد ایمن ٭ کہ بادشاہ جہان پای بر سریر نہاد بیرم خان ترکمان باوجود منصب سپہ سالاری اور اتالیقی کے وکالت کے عہدہ پر مامور ہو کر متصدی امور ملک و مال ہوا اور فرامین بشارت جلوس و استمالت سپاہ و رعیت اطراف و اکناف مین بھیجکر تمغاجات اور راہداری اور سلامانہ اور پیشکش اور سرانہ تمامی ممالک محروسہ کا معاف اور واگذاشت کیا اور پہلے شاہ ابو المعالی کو کہ داعیہ مخالفت کا رکھتا تھا گرفتار کرکے واجب القتل ٹھہرایا اور باوجود حضرت کہ بشیر اسم شریف انکا عرش آشیانی اور گا ہے ساتھ خاقان اکبر کے ادا ہو گا کمال ترحم سے راضی نہوئے اور اُس سید کو قید کرکے پہلوان گل گیر کے پاس جو لاہور کا کوتوال تھا بھیجا شاہ ابو المعالی چند روز کے بعد قید خانہ سے بھاگا گل گیر پہلوان نے کمال خجالت اور انتہائے غیرت سے اپنے تئین ہلاک کیا تردی بیگ خان نے تمام اسباب بادشاہی کو دہلی سے ابو القاسم میرزا ولد کامران میرزا کی صحابت سے اُردوے معلی مین ارسال کیا اور علی قلی خان سیستانی حاکم سنبھل اور سکندر خان اوزبک حاکم آگرہ اور بہادر خان حاکم دیپالپور اور منعم خان اتالیق اور محمد حکیم میرزا نے عرائض بھیجکر اظہار اخلاص و بندگی کی